اگست ۲۰۲۰ء

ماہ نامہ

ارمغان

ولی اللہ

ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ بحیثیت مجموعی مشرکین کو دعوت الی اللہ دینے کے بجائے پشتینی مسلمانوں کو رجوع الی اللہ کی طرف دعوت دینے کی تاریخ ہے یا مسلمانوں کو فکری اور نظریاتی حملوں سے بچانے کی تاریخ ہے۔ ابتداء میں مسلمان تاجروں خاص طور پر چشتی سلسلہ کے بزرگان دین نے دعوت دین کا جو شاداب درخت لگایا تھا جو برگ وبار لایا تھا وہ بعد میں خزاں رسیدہ بن گیا اور مسلمانوں کو آج جن حالات سے سابقہ پڑ رہا ہے وہ دعوت کے اسی بنیادی کام کے چھوٹ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، دعوت کے بنیادی کام سے مراد وہ کام ہے جو پیغمبروں کی کوششوں کا محور رہا ہے۔

.............(ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی)

Rs. 25/=

ARMUGHAN, PHULAT,
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.)
پھلت، ضلع مظفر نگر
جمعیت شاہ ولی اللہ
JSW
Jamiat Shah Waliullah
محمد یوسف عثمان ندوی
Website:www.armughan.net

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۸ شمارہ ۸ اگست ۲۰۲۰ء مطابق ذوالحجۃ ۱۴۴۱ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مدیــــــر
وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاھر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

پتـــــہ
دفتــــر ارمغــــان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob : +91-7060450315
9359774316 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری
مشیراعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی
مشیر قانونی : امجدعلی ایڈوکیٹ
موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25روپے ❖ سالانہ 300روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500روپے
❖ اعزازی تعاون 1000روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30امریکی ڈالر ❖ لائف ممبر شپ 8000روپے (برائے ۲۰سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	ہم نے سب کچھ کیا صرف دعوت کا کام نہیں کیا	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	گردش میں ہے تقدیر بھنور میں ہے سفینہ	ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی	۱۰
☆	قربانی اور آزاد خیالوں کا فلسفہ	مولانا محمد عبداللہ قاسمی	۱۵
☆	اردو زبان اور ہماری ذمہ داریاں	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۷
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	عبدالباری قریشی (بھیکن گاؤں)	۲۱
☆	میرے شیخ حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی	مولانا ممشاد علی قاسمی	۲۴
☆	مسجد ایا صوفیہ کی بازیابی	مولانا انیس الرحمٰن ندوی، بنگلور	۳۰
☆	قاضی علی متقی برہان پوری	مولانا مطیع الرحمٰن عوف ندوی	۳۲
☆	لاک ڈاؤن کی مثالی شادیاں	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی	۳۶
☆	مسجد، مقام عبادت بھی اور مرکز خدمت بھی	ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی	۳۹
☆	عام الحزن، بے شمار علماء کی رحلت کا سال	ادارہ	۴۲
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۴۵
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۴۶
☆	کتاب نما	مولانا ممشاد علی قاسمی	۴۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **اگست** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

ہمارا ملک ہندوستان بھی دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح کرونا انفیکشن کی شدید لپیٹ میں ہے، اور روز بروز اس کی قہرناکی میں مسلسل اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے، آج 25 جولائی 2020 کو مرکزی وزارت صحت وخاندانی بہبود کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق ملک میں کرونا متاثرین کی تعداد 13,36,861 تک پہنچ گئی ہے، جب کہ اس عالمی وبا سے مرنے والوں کی تعداد 31358 ہے، صرف گذشتہ 24 گھنٹوں کے دوران جو لوگ اس وبا سے متاثر ہوئے ہیں ان کی تعداد 48916 ہے، اور ان چوبیس گھنٹوں میں مرنے والوں کی تعداد 757 ہے، اس تفصیل سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ملکی صورت حال کس قدر مخدوش اور خوف ناک ہے، اور اس کی وجہ سے لوگوں کے ذہن ودماغ پر کس قدر دہشت اور خوف وہراس کی حکم رانی ہے۔ بسا اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے، جیسے زندگی کی رفتار تھم گئی ہو، پوری انسانیت اپنے کو بے یار ومددگار، اور بے دست وپا محسوس کررہی ہو، اور لوگوں پر عرصہ حیات تنگ ہوگیا ہو۔

ان حالات میں لاک ڈاؤن اور سرکاری کاروائیوں کی وجہ سے تجارت اور دوکان بندی کا جو سلسلہ جاری ہے، اور لوگوں کے ذرائع آمدنی اور کاروبار جس طرح متاثر ہوئے ہیں، اس نے ہم وطنوں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، ان پر ایک طرف سے کرونا سے متاثر ہوجانے کا خوف ہے، اس وبائی بیماری کی ہلاکت خیز وحشت ہے، اور افواہوں کی گرم بازاری ہے، تو دوسری طرف سرکاری اسپتالوں کا رویہ، اور اس سلسلہ میں انتظامیہ کا طرز عمل ہے، جس سے پوری انسانیت کراہ رہی ہے۔ تجارت کی کمی، سامان معیشت کی کم فراہمی، آمدنی کے نہ کھلنے والے بند دروازے، اور اب تک کہیں سے بھی امید کی کوئی کرن نظر نہ آنے کا اَن دیکھا خوف ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ سڑک پر آگئے ہیں، کتنے افراد بدحالی کے شکار ہوکر نان شبینہ کو ترس گئے ہیں، اور بے بسی اور بے کسی کی تصویر بنے ایک اَن جانے خوف کے سایہ میں زندگی گذار رہے ہیں۔

ایسے مشکل حالات میں جب انسانیت سسک رہی ہو، بلکہ خوف سے دم توڑ رہی ہو، ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہماری اپنی کچھ ذمہ داریاں ہیں، جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک مسلمان کا اعتقاد وایمان ہے کہ موت وقت سے پہلے نہیں آسکتی، اور ہمارے گرد وپیش کے اچھے یا برے حالات ہمارے رب کی طرف سے ہوتے ہیں، اور اس میں اس کی عظیم مصلحتیں اور دوررس اسباب پوشیدہ ہوتے ہیں، اس لئے ان حالات میں مسلمانوں کو نہ صرف یہ کہ موت سے خوف زدہ ہونے، یا دہشت کے پروپیگنڈہ کا ساتھ دینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ دوسری قوموں میں بھی ان حالات میں حوصلہ وہمت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اورصبروشکیبائی کی دولت بانٹنے کا کام کیا جائے،ان کے دلوں سے بھی دہشت نکالی جائے،اوراس وبا کے سلسلہ میں بیداری پیدا کرکے اس کی حفاظتی تدبیروں کوآزمانے کا مشورہ دیا جائے،حقیقت یہ ہے کہ ان حالات میں تنہا مسلمان ہی ایسی قوم ہے جو اپنے رب پر ایمان کی وجہ سے سب سے کم دہشت اورخوف کا شکار ہے،اس لئے انہیں دوسروں کے لئے بھی ایسا ماحول پیدا کرنا چاہئے، جس میں لوگ صبروسکون اورحقیقت پسندی کے ساتھ،بیجا خوف وہراس سے باہرنکل کر،موہوم دہشت کے خول سے الگ ہوکران حالات کا مقابلہ کرسکیں،اوراس وبا کے خاتمہ تک،جیسا کچھ ہوسکے،اس راہ میں اپنی سی کوششیں جاری رکھیں۔

ان حالات میں خصوصیت کے ساتھ جولوگ معاشی بدحالی کا شکار ہیں،اوردانے دانے کومحتاج ہورہے ہیں،ان کی خبر گیری کرنے،اوراپنی بساط بھران کا ساتھ دینے اوران کی مدد کرنے کی ضرورت ہے،اس سلسلہ میں صاحب ثروت مسلمانوں کو بلاتفریق مذہب وملت،اور بلاتفریق قوم،منظّم طور پر سامان زندگی فراہم کرنے اورلوگوں کی روزی روٹی کے انتظام کی طرف فکر کرنے کی ضرورت ہے۔مسلمانوں کا امتیاز یہ ہے کہ وہ خیرامت کے لقب سے متصف ہیں،اوران کی زندگی ایک دینی دعوتی مشن کے ساتھ وابستہ ہے،اس لئے ان کی ہمدردی کا دائرہ،کوئی خاص کمیونٹی یا مخصوص جماعت نہیں، بلکہ پوری انسانیت اورکسی بھی قوم کا ہرفردوبشر ہے،اس لئے ان کی کوششوں کا میدان بھی وسیع ہونا چاہئے،اوراسے اپنے دین کی برتری،اوراپنے مذہب کی خدمت خلق کی تعلیمات کوآگے بڑھانے کے لئے زیادہ فکرمندی کے ساتھ میدان میں آنا چاہئے۔اس وقت انسانی ہمدردی،لوگوں کے ساتھ مواسات،بھوکوں کا تعاون،پریشان حالوں کی مدد،اور دردمندوں کے چہرہ پر مسکراہٹ بانٹ کرہم اسلام پر لگائے گئے الزامات کا عملی جواب بھی دے سکتے ہیں،اوراپنی قوم پر بے جا کئے جانے والے تبصروں کی بے وقعتی بھی ثابت کرسکتے ہیں،اور اپنے کرداروعمل کے ذریعہ اپنے ہم وطنوں کے دلوں میں جگہ بنانے کا آغاز بھی کرسکتے ہیں۔

مشہورمغربی مصنف اسٹین لی پول نے اپنی کتاب ''اسلام ان چائنا'' میں چین میں اسلام کی اشاعت،اورچینی معاشرہ میں مسلمانوں کی ہردل عزیزی کے جواسباب بتائے ہیں،ان میں ان کے اخلاق وکردار،اورنیک چلنی کا خصوصی تذکرہ ہے،اس نے مسلمان تاجروں کے بارے میں لکھا ہے:: ''وہ تجارتی معاملات میں امانت دار تھے اورکبھی خیانت کا ارتکاب نہیں کیا کرتے تھے۔پھرجب وہ یہاں چین میں منصب قضاء تک پہنچے اورحاکم بنے تو انہوں نے ظلم کیا نہ کبھی طرف داری سے کام لیا۔وہ عزت والے تھے اورعزت کرتے تھے۔وہ متعصب نہ تھے؛ بلکہ جہاں تک شریعت اسلامیہ انہیں اجازت دیتی تھی وہ فراخ دل اورعالی نفس تھے۔وہ چینیوں کے ساتھ یوں مل جل کررہتے تھے جیسے کہ ایک ہی خاندان کے افرادرہتے ہیں۔''

آج کے زمانہ میں ہم مسلمانوں سے اسی کردار کا مطالبہ چائنا میں بھی ہے،اور ہمارے ملک ہندوستان میں بھی،یہی ہماری شناخت بھی ہے،اورموجودہ دنیا کے حالات میں ہماری باعزت بقا کا راز بھی،اسی کردار سے ہم نے ماضی میں عظمت حاصل کی تھی،اور مستقبل میں بھی یہی ہماری ترقی اوربقاوسلامتی کی شاہ کلید ہے۔اورشایداسی لئے دانائے راز اقبال نے مدتوں پہلے ہمیں یہ دعا سکھائی تھی:

ہومرا کام غریبوں کی حمایت کرنا — دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

وصی سلیمان ندوی

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہم نے سب کچھ کیا صرف دعوت کا کام نہیں کیا!

دعوت دین کے موضوع پر ایک فکرانگیز تازہ ترین خطاب

مولانا محمد کلیم صدیقی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعالَمِین وَ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علی سَیِدِ الْمُرسلینَ وَخاتمِ النبیین وَعَلٰی اٰلِہ وَ اَصحابہ اَجمعین، وَ مَن تَبِعَھُم بِاِحْسَانٍ و دَعَا بِدَعْوَتِھِمْ اِلیٰ یوم الدِّین. اما بعد: فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم . وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنسَ اِلَّا لِیَعْبُدُون،و قال سُبْحَانَہ وَ تعالیٰ کُنْتُمْ خَیرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنکَرِ وَ تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ.

خواتین وحضرات! اللہ کا بہت بڑا احسان وکرم ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بغیر ہماری چاہت کے، بغیر ہمارے استحقاق کے، بغیر ہماری خواہش کے، ہمیں انسان بنایا، آدمی بنایا، اوراس پر مزید کرم یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان گھرانوں میں پیدا کیا اسلام جیسی دولت سے نوازا، اور تیسرا احسان اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ یہ فرمایا کہ اپنے آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امّتی اور خیر امت کا ایک فرد بنایا، یہ ہمارے تین بڑے اعزاز ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں عزّت دینے کے لئے، ہمیں وقار عطا فرمانے کے لئے ہم پر نوازش کی ہے، اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے کہ کائنات میں جو چیزیں بھی بنائی جاتی ہیں، وہ کسی نہ کسی مقصد کے لئے بنائی جاتی ہیں جو اللہ کسی نالی کا کیڑا، جنگل کا کانٹا بے مقصد نہیں بناتے، تو اشرف المخلوقات انسان صدر کائنات اس پوری برات کے دولہا کو بے مقصد پیدا نہیں کر سکتے، پیدا کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنسَ اِلَّا لِیَعْبُدُون، ہم نے جنّات اور انسان کو پیدا نہیں کیا مگر اپنی بندگی اور عبادت کے لئے، اپنی غلامی کے لئے۔

ہم اللہ کے عبد ہیں، اللہ کے غلام ہیں، تو ہمارا یہ بندگی کا، عبدومعبود کا رشتہ ہے اللہ تعالیٰ سے، اور یہ عبدیت کا رشتہ کوئی مشروط رشتہ نہیں ہے، یہ کوئی اصولی یا انتظامی رشتہ نہیں ہے کہ چھ گھنٹے کی ڈیوٹی ہے یا کوئی سرکاری ملازمت ہے کہ اتنے گھنٹے کی ڈیوٹی دے کر ختم ہو جاتا ہے، جزوی طور پر اللہ تعالیٰ نے بندہ نہیں بنایا، سوفیصد بندگی ہماری زندگی کا مقصد ہے، اس کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے، بعض دفعہ نوکری و ملازمت کا رشتہ ہوتا ہے، آدمی نوکر و ملازم رکھتا ہے، اس کی کچھ ذمّہ داریاں ہوتی ہیں، ڈرائیور کو ڈرائیونگ کے لئے رکھتا ہے، باورچی کو کھانا بنانے کے لئے رکھتا ہے۔

میرے حضرت والا حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ مثال دے کر فرمایا کرتے تھے ایک صاحب نے ایک نوکر رکھا گھر میں خدمت گذاری کے لئے، تو نوکر ذرا اصولی قسم کا تھا، اس نے کہا حضرت بعد میں ہمارے درمیاں جھگڑا نہ ہو اس لئے آپ ہمیں ذمّہ داریاں بتا دیجئے کیا کیا کرنا ہے، لکھ کر دے دیجئے، انہوں نے لکھ کر دے دیا، صبح سویرے صفائی کرنی ہے، اور جھاڑو دینا ہے، جانوروں کو چارا ڈالنا ہے، بطخوں کو دانہ ڈالنا ہے، لان میں پانی دینا ہے، کرسیاں دھوپ میں باہر رکھنی ہیں شام کو واپس اندر رکھنی ہیں، چند اصولی چیزیں لکھ کر دیدیں، اب وہ ہر وقت پرچہ اپنے ساتھ رکھتا اور اس میں دیکھتا، ایک دفعہ نواب صاحب باہر جارہے تھے تو کہا گھوڑے کو باہر نکال کر لاؤ، تو وہ گھوڑا نکال کر لائے، جیسے ہی نواب صاحب گھوڑے پر چڑھنے لگے، رکاب میں پیر پھنس گیا اور وہ گرنے لگے تو نوکر سے کہا ذرا میرا ہاتھ پکڑنا، نوکر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نے فوراً جیب سے پرچہ نکالا اور دیکھ کر کہنے لگا یہ تو میری ڈیوٹی میں نہیں ہے ہمارا بندگی وعبدیت کا ایسا رشتہ نہیں ہے، کہ کچھ خاص حالات میں ہمیں ماننا ہے، ایسا ہوگا تو ماننا ہے اور ایسا نہیں ہوگا تو نہیں ماننا ہے، دن میں ماننا ہے، رات کو نہیں ماننا ہے، لاک ڈاؤن میں نہیں ماننا ہے اور کھلے حالات میں ماننا ہے، ایسا رشتہ نہیں ہے، ماننا ہے اور ہر حال میں ماننا ہے، اور سب کچھ ماننا ہے، یہ نہیں کہ کچھ ماننا ہے کچھ نہیں ماننا ہے، یا کسی وقت ماننا ہے اور کسی وقت نہیں ماننا ہے، ایسا بالکل نہیں ہے۔ ساری دنیا کے لوگوں کو اللہ نے بندہ بنا کر پیدا کیا ہے لیکن مومن اور غیر مومن میں یہ فرق ہے کہ ہم اقراری غلام ہیں، وفادار غلام ہیں، اور جو کافر و مشرک ہیں وہ باغی غلام ہیں، انکاری غلام ہیں، انہوں نے انکار کیا، اس لئے ان کی سزا ہمیشہ ہمیش کی جہنم ہے، ہم اقراری غلام ہیں تو ہمیں اللہ کی ماننا ہی ہے۔

دوسرا اللہ نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہمیں خیر امّت کا فرد بنایا، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوّت کا فیصلہ فرما کر صاف صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ کہ تم سب سے اچھے ہو، اچھے کس لئے ہو کہ تمہیں دعوت ہی کے لئے نکالا گیا ہے

ہماری زندگی کا مقصد دعوت ہے، اس میں یہ بات نہیں کہی گئی ہے کہ تمہیں کچھ خاص حالات میں دعوت کا کام کرنا ہے، مشروط نہیں کیا گیا ہے، اسی مقصد کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ خرج للناس نہیں فرمایا کہ اتفاق سے کوئی مجبوری تھی یا کوئی ایسا راستہ یا سبب نہیں تھا جس کے ذریعہ ہدایت عطا فرماتے، اس لئے آپ ہی کو کرنا ہے، بلکہ اللہ نے ایک مشن کے تحت ایک ارادہ کے تحت، اپنی مشیت کے تحت، ختم نبوت کا فیصلہ کر کے امّت مسلمہ کو دعوت کے لئے بھیجا ہے۔ بطور بندہ ہونے کے دین اسلام کے ابدی منشور اور اس آئین کے تحت عائد ہونے والی ذمہ داریوں میں جمہور فقہاء کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے عائد ہونے والا فریضہ دعوت ہے۔ جو باتیں اسے ماننی ہیں ان میں سب سے پہلے ماننے کی چیز دعوت ہے، ساری عبادتوں میں سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے لیکن نماز بھی معراج میں فرض ہوئی اس سے پہلے جو چیز فرض ہوئی وہ دعوت ہے، یہ دعوت بھی کوئی مشروط نہیں ہے، کہ ہماری خواہش اور ہماری مرضی کے مطابق ہمیں چھوڑ دیا گیا کہ سازگار حالات ہوں گے تو کریں گے اور نا سازگار حالات ہوں گے تو نہیں کریں گے، ایسا کوئی حکم شریعت اسلامی میں نہیں ملتا۔

اور ہم کیسے خیر امّت کے فرد ہیں؟ امّت کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ سب کام کریں گے اور جو اصل کام ہے وہی نہیں کریں گے کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ نہ کرنا الگ بات ہے لیکن اکثر خواص امّت سے یہ سننے کو ملتا ہے کہ غیر مسلموں میں دعوت کا کام کرنا ہمارا کام نہیں ہے، دیکھئے یہ دینِ رحمت اسلام اور اس کے تمام احکام اللہ تعالیٰ نے منتخب و پسند فرما کر ہماری خیر خواہی میں ہماری دنیا و آخرت کی فلاح کے لئے ہم پر نافذ کئے ہیں، اللہ کی کوئی مجبوری اللہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس کے علاوہ کوئی ہدایت کا راستہ نہیں تھا ایسا بھی نہیں ہے۔ اور بار بار یہ بات بھی عرض کی جاتی رہی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان عطا فرمایا ہے ہمارے بہت سے ایسے ساتھی ہیں جنہیں اللہ نے بعد میں ایمان عطا کیا ہے پیدائشی طور پر وہ مسلمان نہیں تھے، لیکن ان کے پس منظر میں بھی اگر سچائی و گہرائی سے غور کریں گے تو ان کے اس ایمان میں آنے میں بھی ان کی طلب یا کوشش کو دخل نہیں ہے، ان کے اسلام میں آنے کے اللہ نے اسباب پیدا فرمائے، تو وہ اسلام میں داخل ہوئے، یہ محض اللہ کا فضل اور اللہ کی رحمت ہی ہے اور ہدایت تو اللہ کے فضل سے آتی ہے، تو جس اللہ نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی وہ پوری دنیا کو اسی طرح سے مسلمان بنا سکتے ہیں، لیکن اللہ نے ہمیں نوازنے کے لئے یہ دعوت کا فریضہ ہمیں عطا کیا ہے، اللہ نے اس دین میں اس کے تمام احکام میں انسانی ضرورت کا

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لحاظ کرتے ہوئے انسان کی فطرت ،اس کے مزاج، اس کے مفادات کے تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے ایک ترتیب قائم کی ہے اور ایک تدریج قائم کی ہے، جو چیزیں سب سے زیادہ ضروری تھیں وہ سب سے پہلے فرض کیں اور ان کو سب سے بڑا فریضہ بنایا ،سب سے پہلے فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ دعوت انسانیت کی سب سے بڑی ضرورت ہے،اور بلا شبہ یہی ہے۔اس لئے کہ انسان کو اصل میں (Social Animal) سماجی حیوان بنایا ہے،ایک سماجی سسٹم کے تانے بانے سے اسے جوڑا ہے ، جانوروں کے ساتھ یہ بات نہیں وہ اپنی انفرادی زندگی گزارتے ہیں،ایک جانور اکیلا پوری زندگی گذاردے گا اپنی ضروریات پوری کرے گا ،اسے کسی دوسرے جانور کی ضرورت نہیں ہے اور ہمیں پورے سسٹم کی ضرورت ہے۔

ابھی ہم حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہم سے ملاقات کے لئے گئے تھے،حضرت نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ انسان ایک تانے بانے سے جڑا ہوا ہے، میں ایک کرتا یا قمیص پہن رہا ہوں، یہ قمیص مجھے ایسے ہی نہیں مل گئی، پہلے کچھ لوگوں نے کپاس بوئی، اس بونے میں بھی کچھ لوگوں نے ہل چلایا کچھ لوگوں نے کھاد ڈالی، کچھ لوگوں نے ٹیوب ویل لگایا، کچھ لوگوں نے اس کے بیج بوئے، پھر اس کپاس کو چننے والے الگ تھے، پھر بنولے الگ کرنے والے الگ تھے، پھر اس کے بعد کچھ لوگ دھاگہ بننے والے تھے، پھر دھاگے سے کچھ لوگوں نے کپڑا بنایا، پھر کپڑا بننے کے بعد کچھ لوگوں نے پیکنگ کی ، پھر اس پر مارکے لگائے گئے ، پھر کتنے لوگوں نے اسے بیچا، کتنے لوگوں سے ہوتا ہوا وہ خریدا گیا، خریدنے کے بعد درزی نے سیا، درزی بٹن کہیں سے لایا، اور دھاگا کہیں سے لایا، اس طرح یہ مجھ تک پہنچا ہے، یہ کرتا آنے میں انسان ان سب کا محتاج ہے، اگر ایک چیز نہ ہو مثلاً کسان بونے والا نہ ہوتا تو یہ کرتا میرے پاس نہ آتا، اگر درزی سینے والا نہ ہوتا تو کیا میں کپڑا پہن لیتا، اگر بٹن بنانے والا نہ ہوتا تو یہ کرتا پہننا ممکن نہیں تھا، میں کسی اچھی مجلس میں جا نہیں سکتا تھا، وہ دھاگہ جس سے سیا گیا ہے وہ نہ ہوتا تو یہ کپڑا کپڑا ہی رہتا، یہ پورے سسٹم سے جڑا ہوا ہے، اس پورے سسٹم کے صحیح طریقے سے چلنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سسٹم کے سارے انسان اپنی ذمّہ داری کو صحیح طریقے سے ادا کرنے والے ہوں، اور وہ اپنے فرائض اور دوسروں کا حق ادا کرنے میں ایمان دار ہوں، اگر ان میں سے ایک انسان بھی بگڑا ہوا ہوگا، تو وہیں سے انسان کی زندگی میں خلل پیدا ہوگا، اس میں مشکل پیدا ہوگی، تو یہ انسان اکیلا اچھا بن جائے یہ کافی نہیں ہے، یہ انسانی ضرورت ہے کہ خود کے سکون کے ساتھ رہنے، راحت وشانتی کی زندگی گذارنے کے لئے ضرورت ہے کہ جس تانے بانے سے یہ جڑا ہوا ہے سب صحیح ہو۔

اس کے علاوہ انسان کی فطرت یہ بھی بنائی ہے کہ جس ماحول میں رہتا ہے اس ماحول سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکتا، انسان پر ماحول کا اثر ہوتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں میں بہت اچھا ہوں مجھے کسی بھی غیر مناسب ماحول میں بھیج دیجئے مجھ پر اثر نہیں ہوتا وہ غیر فطری بات کرتے ہیں، سخت گرمی کے ماحول میں کوئی کمبل اوڑھے ہوئے ہو، ہر کوئی اسے بیمار سمجھے گا، گرمی تھی تو گرمی سے متاثر ہو کر ہلکے کپڑے پہننے چاہیے، سخت سردی میں آپ کو کوئی شخص رات کو بنیان پہنے ہوئے ملے تو آپ کہیں گے یا تو بیچارہ پاگل ہے یا اس کے جسم میں کوئی ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے آگ لگی ہوئی ہے، صحت مند ہوتا تو سردی سے متاثر ہو کر سردی کے کپڑے پہننے چاہیے تھے، اس طرح ماحول اگر صحت مند ہوگا تو انسان صحت مند رہے گا اور ماحول میں بیماری کے جراثیم اور تعفن ہوگا تو انسان بیمار ہو جائے گا۔

اس لئے دین فطرت اسلام میں ایمان والے اور ایک مسلمان کے لئے یہ ذمہ داری نہیں دی گئی کہ خود ہی اچھا بنے ، بلکہ پورا سسٹم اسلام کا بنے، پورا ماحول اسلامی بنایا جائے، بطور بندہ ہونے کے خود اچھائیاں کرے صرف یہ نہیں ہے، بندہ ہے تو ماننا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہی ہے،اسے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا وہ کرنا ہی ہے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے، ان سے رکنا ہی پڑے گا، لیکن صرف یہ ہی ذمّہ داری نہیں ہے بحیثیت خیرامّت اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ بھلائیوں پر عمل کرے بھلائیوں کا ماحول بنا کر، برائیوں سے بچے برائیوں سے پورے سماج کو بچائے،اس لئے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اسلام میں دعوت محض ایک فریضہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک طرز زندگی کا نام دعوت ہے، جو بھلائی میرے پاس ہے جو خیر میرے پاس ہے ساری انسانیت کو وہ خیر مل جائے اور جس برائی سے میں بچ رہا ہوں ساری انسانیت اس برائی سے بچ جائے، یہ پورا سسٹم اسلام کا ہے،اسی کا نام دعوت ہے۔نماز کا حکم دیا گیا ہے: الصلوۃ معراج المومنین نماز محبوب سے ملاقات ہے مگر یہ نہیں کہا گیا کہ چپکے سے جا کر گھر کے کونے میں نماز پڑھ لو،کہا وارکعوا مع الراکعین نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ،مسجدیں بناؤ،صفیں بناؤ، ماحول بناؤ، اذان دو اقامت کہو،امام ہو نمازی ہوں، ترتیب بناؤ ایک نظم وضبط بناؤ، تو ماحول بنے گا، اور یہ بات صحیح ہے کہ فرض نمازوں کی جو خشوع خضوع کی کیفیت جماعت کے ساتھ نماز میں ہوتی ہے وہ ہرگز انفرادی طور پر حاصل نہیں ہوتی، روزہ تو بالکل اندر کی عبادت ہے، لیکن یہ نہیں کہا کہ آپ کبھی بھی ایک مہینے کا روزہ رکھ لو، اس کا بھی ایک ماحول بنایا، رمضان میں اس کا حکم دیا گیا اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی اچھا پکّا روزہ دار اگر اس کے روزے قضا ہوجائیں کسی وجہ سے، تو بعد میں ان کی قضا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے رمضان کے مقابلے میں۔ حج تو ایک عاشقانہ عبادت ہے لیکن یہ نہیں کہہ دیا جب چاہے حج کرلو، اس کے لئے حج کا ایک ماحول بنایا گیا اور اس دوران جو کیفیت ہوتی ہے وہ غیر حج کے ایّام میں نہیں ہوتی۔

اسی طرح برائیوں سے رکنے کا یہی ضابطہ ہے، ماحول اگر خیر کا ہوگا تو آدمی خیر پر جمے گا، ماحول برائی سے بچنے کا ہوگا تو آدمی برائی سے بچے گا، توحید کا ماحول ہوگا تو آدمی موحّد رہے گا، اور شرک کا ماحول ہوگا تو کچھ نہ کچھ شرک شامل ہوگا، یہ جو ہمارا حال ہے، مسلمانوں میں جتنی بدعات وخرافات ہیں وہ ہمارے برادران وطن کے شرک سے ملتی جلتی کیوں ہیں؟ اس لئے کہ ہم نے شرک سے ماحول کو صاف کرنے کی کوشش نہیں کی تو ہمارے اندر بھی شرک جیسے اعمال شامل ہوگئے۔

دیکھئے ہمارے ساتھیوں نے بار بار یہ بات سنائی اور اکثر اس کی کارگذاری آتی رہتی ہے، ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ ماحول ایسا ہوگیا ہے کہ لاک ڈاؤن کے زمانے میں دعوت کا کام نہیں ہوسکا۔ عجیب بات یہ ہے کہ لاک ڈاؤن کے زمانے میں ہماری کوئی ذاتی ضرورت یا یا کوئی کام نہیں رکا، ہم میں سے کوئی بتائے کہ وہ چار ٹائم چائے پیتا تھا اس نے ایک ٹائم کی چائے مس کی ہو لاک ڈاؤن کے زمانے میں، چائے تو کوئی ایسی بنیادی ضرورت نہیں ہے کہ اس کے بغیر سانس رک رہا ہو، کھانے ناشتے جس طرح چل رہے تھے اسی طرح چل رہے ہیں، لیکن جس کام کو روکنا نہیں تھا دعوت کا کام اس کو روک رکھا ہے۔ نہانا دھونا جس طرح چل رہا تھا اسی طرح چل رہا ہے، گھر والوں کے ساتھ رہنا ساری چیزیں اسی طرح چل رہی ہیں، سامان خریدنا ہو تو آن لائن کا اتنا ذوق بن گیا ہے کہ سب کھل بھی جائے گا تو یہ جاری رہیگا، چونکہ ایک تو ڈسکاؤنٹ مل رہا ہے آن لائن میں، سامان گھر بیٹھے آجاتا ہے، اور دیکھ بھی لیتا ہے کہاں کیا مل رہا ہے تو منگانے میں آسانی ہوگئی ہے۔ بعض ساتھیوں کو میں جانتا ہوں کہ بہت دنوں سے جو چیزیں انہوں نے نہیں خریدی تھیں آن لائن خریدنے کا انہیں طریقہ مل گیا ہے، اپنی چیزیں لینے کا اور بیچنے کا تو جن بازاروں میں انہوں نے پہلے کبھی مال بیچا نہیں تھا، ان بازاروں میں مال پہنچا دیا ہے، بعض تاجروں نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ ہمارا مال جانے لگا ہے جہاں پہلے نہیں جاتا تھا، اور اس طرح فلاں جگہ سے ہم نے مال خرید لیا، سب کام چل رہے ہیں، بس رکا ہے وہ کام جو نہیں رکنا چاہئے تھا۔ لاک ڈاؤن میں جو ہماری ذمّہ داری

پی۔ڈی۔ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تھی، جس کام کو کبھی روکنا نہیں تھا جو پہلی ذمہ داری تھی، ہم لوگوں نے اسے روک رکھا ہے، سب کام ہورہے ہیں یہی کام رکا ہوا ہے ، کیوں کہ شیطان اصل میں انسان کا دشمن ہے ہی، لیکن اسے دعوت سے تو مشن کا بیر ہے: انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر، شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن ہی بنائے رکھنا۔ یہ اور اس کی جماعت کی کوشش ہے کہ تمہیں جہنمی بنا دے، اور داعی کی کوشش یہ ہے کہ کوئی جہنم میں نہ جائے سب جنت میں جائیں۔ تو یہ مشن کا بیر ہے نا؟ اس لئے ہر موڑ پر جہاں ذرا سا کچھ ہوا، وہ کہتا ہے کہ بھائی پہلے مین کام روک دو۔ ان سارے مسائل کا حل جن کی وجہ سے دعوت کا کام رکا ہوا ہے، اس دعوت کے علاوہ کیا ہے؟ یہ مسائل آنے کی وجہ بھی دعوت سے غفلت ہے ۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے لکھا ہے کہ دنیا کے جو اس سال کے حالات ہیں وہ مسلمانوں کے پچھلے سال کے اعمال کی بدلی ہوئی شکل ہیں، غیر ایمان والوں کے اعمال پر حالات نہیں آتے ان کو تو عذاب ملنا ہے آخرت میں، وہ تو باغی غدار ہیں، وفاداروں پر (فیصلہ) ہوتا ہے، اور اس پر بھی علماء نے لکھا ہے کہ ان کے جو ذاتی گناہ ہیں، کسی نے زنا کیا، کسی نے شراب پی، اس پر حالات نہیں آتے، اس پر حالات آتے ہیں جو اجتماعی گناہ کئے ہیں، اجتماعی طور پر جو حق تلفی اور جو ظلم ہو رہا ہے، اس میں بھی سب سے بڑا ظلم یہ ہو رہا ہے کہ ہمارے ذمہ جو مین ذمہ داری تھی دعوت کی وہ ہم نے ادا نہیں کی، لوگوں تک بات نہیں پہنچائی، اور جو سزائیں دعوت کے چھوڑنے پر بتائی گئی تھیں، وہ سزائیں کھلی آنکھوں سے دکھائی دے رہی ہیں۔ تو اس کا حل یہ ہے کہ ہم دعوت کا کام کریں، ان حالات کو اگر ہمیں بدلنا ہے، تو چونکہ حالات اوپر سے آتے ہیں تو جب ہم احکام پورے کرنے لگیں گے اور ماننے لگیں گے اور حق ادا کرنے لگیں گے، تو اللہ کے غضب کی نگاہ رحمت کی نگاہ میں بدل جائے گی

اس کے علاوہ عقل کے لحاظ سے بھی حالات کا حل دعوت میں ہی ہے، مثال کے طور پر ہمیں لگتا ہے کہ جو ماحول خراب ہو رہا ہے، ذرا مخالفت زیادہ بڑھ رہی ہے، میڈیا نے پروپگنڈہ کر رکھا ہے، یہ جو ساری باتیں ہو رہی ہیں، ہمارا قرآن پر ایمان ہے، جتنے باطل نظریات اور مذاہب ہیں، کفر ہے، شرک ہے، جتنے گناہ ہیں جتنی خرابیاں ہیں، برائیاں ہیں، منکرات ہیں، ان کو قران مجید نے ظلمات کہا ہے، یعنی اندھیرے، اور یہ دین حق اسلام اور اس کا پورا نظام، اس کو نور کہا ہے، تو ان اندھیروں کا علاج کیا ہے؟ کتنی دفعہ یہ بات دہرائی جا چکی ہے کہ اندھیرے پھیلا نہیں کرتے، صرف خالی جگہ لیتے ہیں، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ اندھیرے کا کوئی وجود نہیں ہے، روشنی کے نہ ہونے کو اندھیرا کہتے ہیں۔ اور قرآن کہہ رہا ہے: جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا حق آیا اور باطل بھاگا اور باطل جمنے کے لئے نہیں ہے۔ باطل تو جانے ہی کے لئے ہے۔ اندھیروں کا مزاج ہی نہیں ہے اقدام (Offence) کا، اندھیروں کا مزاج (Deffence) کا ہوتا ہے، وہ خالی جگہ لیتے ہیں اور خلا کائنات میں رہتا نہیں، یہ اللہ کا نظام ہے۔ بڑے ہال میں گھپ اندھیرا ہو رہا ہو، ذرا سی روشنی جلایئے اندھیرا کہاں جاتا ہے؟ اور اندھیروں کا اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے کہ روشنی جلائی جائے۔ بڑے بڑے اسکالروں کو بلا لیجئے، بڑے ماہرین کو بلا لیجئے، بڑی تحریکی شخصیات کو بلا لیجئے، سیاسی قائدین کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھئے اندھیروں کو دور کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ ساڑھے سات ارب لوگ اگر کھڑے ہو کر تقریریں کریں، اندھیروں کی مذمت بیان کریں تو ذرّہ برابر بھی اندھیرا ختم ہوسکتا ہے؟ سب اندھیروں کے خلاف احتجاج کریں، اور ریلیاں نکالیں، تو اندھیرے ختم ہو سکتے ہیں؟ اندھیروں سے لوگوں کو ڈرائیں اور ہوشیار کریں، تو ذرہ برابر اندھیرا کم ہوسکتا ہے؟ تو ایک علاج کے علاوہ کوئی اور علاج ہے کہ روشنی جلائی جائے، اب یہ کون سی عقل کی بات ہے، یہ کون سا عذر ہے کہ اندھیرے زیادہ ہو رہے ہیں، اس لئے ہم ابھی روشنی نہیں جلا سکتے، جب بعد میں اندھیرے ختم ہو جائینگے تو ہم روشنی جلا ئینگے۔

باقی آئندہ

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

گردش میں ہے تقدیر بھنور میں ہے سفینہ

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

معلوم نہیں مسلمانوں کے باشعور طبقہ کو بھی اس بات کا احساس ہے یا نہیں کہ سرزمین ہند میں ان کے خیموں کی طنابیں آہستہ آہستہ اکھڑتی جارہی ہیں۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا خیمہ جسے قلعہ کہنا چاہئے دینی مدارس تھے اب ان کے بند ہونے کی خبریں آرہی ہیں، یہ اسلامی قلعے آہستہ آہستہ زمیں بوس ہورہے ہیں۔ مسلمانوں کا ایک بڑا خیمہ مسلم پرسنل لابورڈ تھا، کئی سال سے نہ اس کا سالانہ جلسہ ہوا ہے، نہ کوئی نیا انتخاب، نہ اس کی کارگذاری نہ کوئی نقل وحرکت، نہ کوئی بیان نہ کوئی اعلان، کچھ اپنی غلط اندیشی کچھ حکومت کی دشمنی کی وجہ سے چاروں خانے چت۔ حالات کا دباؤ اتنا سخت ہے کہ نہ کہیں فکر امروز ہے نہ اندیشہ فردا کا سراغ ہے تبلیغی جماعت مسلمانوں کی سب سے بڑی اصلاحی اور تربیتی جماعت تھی، اب نظام الدین میں اس کا دروازہ مقفل اور سارا کام معطل ہو چکا ہے، وہاں سے اب نہ کوئی جماعت جاتی ہے نہ وہاں آتی ہے، جو جماعتیں آئی تھیں ان پر عدالتوں میں مقدمات درج ہیں، حکومت نے جو چارج شیٹ داخل کی ہے اور تبلیغی جماعت کے امیر مولانا سعد صاحب سے حکومت نے جو مقمانہ سوالات کئے ہیں ویسے سوالات آج تک کسی تنظیم سے نہیں کئے گئے، ان سوالات کا جواب آسان نہیں، یعنی اب برسوں تک جماعت کے ذمہ دار کو الجھا کر رکھنا ہے اور تبلیغی سرگرمیوں کو لامحدود مدت تک بند رکھنا ہے، نظام الدین کی تبلیغی جماعت کی جو متوازی تبلیغی تنظیم ہے جسے شوریٰ گروپ کہا جاتا ہے اس نے بھی خود کو حالات کی وجہ سے تقریباً لاک ڈاؤن کرلیا ہے۔ دارالمصنفین بہت اہم علمی اور تصنیفی ادارہ ہے اس کا سفینہ گرداب میں ہے۔ ندوہ اور دیوبند کے بارے میں نہ جانے کب کیا خبر آجائے۔ مسلمانوں کے سارے ادارے موت اور زیست کی کشمکش سے دوچار ہیں۔ خوف کا یہ عالم ہے کہ محض استمالت کے لئے اور محض اظہار وفاداری کے لئے ایک شہر میں عیدین کے امام کے ایک مدرسہ میں مسٹر مودی کے خم ابرو کو دیکھ کر اور نگاہ خشمگیں سے ڈر کر اور خاطر داری اور خوشنودی کے لئے تھالیاں بجائی گئیں اور دیپک جلائے گئے اور حکومت کے ساتھ اظہار یک جہتی کرنے کے لئے جلسہ کا انعقاد ہوا ،اب امت کا سفینہ موج حوادث کی زد میں ہے، خزاں نے مسلمانوں کے ایک ایک چمن پر چھاپہ مارا ہے، خوف ہے کہ مسلمانوں کے دینی تعلیمی ادارے یادگار رونق محفل بن کررہ جائیں گے، جن کا ذکر آئندہ تاریخ کی کتابوں میں ہوگا اور مسلمانوں کے تہذیبی آثار کو دیکھ کر غم وحسرت کے ساتھ، دیدہ گریاں کے ساتھ کوئی شخص اقبال کا یہ شعر پڑھے گا :

آگ بجھی ہوئی ادھر ٹوٹی ہوئی طناب ادھر
جانے اس مقام سے گذرے ہیں کتنے کارواں

ایسا لگتا ہے مسلمانوں میں نہ کوئی مفکر ہے نہ دانشور، نہ کوئی منصوبہ ساز قائد، نہ حالات کا تجزیہ نگار مبصر، اور نہ قرآن وحدیث اور تاریخ کی روشنی میں رہنمائی کرنے والا کوئی عالم دین۔ البتہ اب بھی کچھ لوگ ہیں جو اپنی قامت کی درازی ثابت کرنے کے لئے اپنے نام کے ساتھ القاب کا طرۂ پُر پیچ وخم لگاتے ہیں، صورت حال یہ ہے کہ دہلی میں سڑکوں کا نام تک بدلا جارہا ہے، شہروں کے نام جن سے اسلامیت کی خواور بوآتی تھی منسوخ کئے جارہے ہیں، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا تاریخی اور اسلامی کردار بھی اب اس دھوپ کی طرح ہے جو آفتاب کے ساتھ جاتی ہے۔ بابری مسجد جس پر اب دیدۂ خونابہ بار کے آنسو کبھی نہیں رکیں گے تاریخ کے اوراق کے حوالہ ہے، چار مینار کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شہر میں ایک مینار نما شخصیت ہے مگر وہ کب تک اور اس کی درازیاں کب تک ۔درس گاہ جہاد وشہادت کا ایک تناور درخت تھا جو آخری دم تک تیز وتند ہواؤں کا مقابلہ کرتا رہا آخر کار وہ بھی پیوند زمیں ہوگیا،اس کا بیٹا ناصر بن نصیر صید زبوں ہے، اسیر زنداں ہے، جو باپ کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوسکا۔عہد حاضر کے سب سے بڑے محدث بلکہ امیر المومنین فی الحدیث مولانا محمد یونس جونپوریؒ کہا کرتے تھے''اس وقت ہندوستان میں مسلمان مکی دور سے زیادہ سخت حالات سے گذر رہے ہیں وہاں مکہ والوں کے پاس حکومت نہیں تھی فوج نہیں تھی،بس قبائل تھے جو اپنے بل بوتے پر مخالفت کرتے تھے، یہاں پوری حکومت ہے فوج ہے، سازشیں ہیں،منصوبے ہیں، اس لئے بہت احتیاط سے رہنے کی ضرورت ہے''(شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری،مرتبہ محمود حسن حسنی ندوی،ص ۳۰۵) موجودہ ہندوستان کے بارے میں اقبال کا شعر صادق آتا ہے:

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

واقعہ ہے کہ یہاں گجرات اور دیگر فسادات میں مسلمانوں پر جو گذری وہ مکی زندگی کے مصائب سے زیادہ ہے،وہ ہندوستان جس کے چپہ چپہ پر مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کی نشانیاں ہیں اس کو ہندو استھان بنایا جارہا ہے جب مسلمانوں کی عزت اور عظمت کی تمام نشانیاں اس ملک میں مٹادی جائیں گی صرف کھنڈرات باقی رہ جائیں گے اور اسپین کی تاریخ دہرائی جائے گی تو مستقبل کے سیاحوں کے لئے جو گائیڈ ہوگا وہ تاریخ کا حوالہ دے کر کہے گا:

چمن میں تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلیں تھیں باغ میں اک شور تھا غل تھا
کھلی جب آنکھ نرگس کی، نہ تھا جز خار کچھ باقی
سناتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

مستقبل کی منصوبہ بندی ضروری ہے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنی غلطیوں کو سمجھیں ،اگر ہم اپنی غلطیوں کو نہیں جانیں گے تو صحیح منصوبہ بندی نہیں کرسکیں گے۔ہمارے قائدین نے غلطی کو نہیں سمجھا۔غلطی کو چند لفظوں میں بیان کریں تو ہم کہیں گے کہ اسلام جو ایک دعوتی مشن تھا اس کی گاڑی پٹری سے اتر گئی ہے یہاں کوئی شخص پوچھ سکتا ہے گذشتہ صدیوں میں آخر جو اسلامی خدمات انجام دی گئیں وہ آخر کیا تھیں ،اان کا تعلق دعوتی مشن سے کیا نہیں تھا۔ذیل کی چند سطروں میں علماء دین کی ان خدمات کا ذکر کیا جارہا ہے جو ہماری تاریخ کا جلی عنوان ہیں۔

بلا شبہ ہندوستان مسلمانوں کی دعوتی تجدیدی اور اصلاحی کوششوں کا مرکز رہا ہے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں کاروان اہل دل نے اسلام کی اشاعت کا کام کیا اور ہزاروں اور لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے،مسلم سلاطین کی سرپرستی میں یہ ملک مسلمانوں کے لئے گلشن بے خار بن گیا۔یہ داستان فصل گل راقم سطور نے اپنی کتاب''دعوت اسلام،اقوام عالم اور برادران وطن کے درمیان''میں بڑی خوش دلی اور فرحت و انبساط کے ساتھ بیان کی ہے۔ہندوستان میں مشائخ روحانی اور علماء ربانی کے ذریعہ اوران سے پہلے مسلمان تاجروں کے ذریعہ یہ کام انجام پایا۔ایک عرصہ کے بعد علماء دین نے محسوس کیا کہ ہندوستان کے قدیم مذاہب اور تہذیبوں کے خیالات وعادات بھی مسلمانوں پر اثر انداز ہورہے ہیں اس لئے دعوتی اور تبلیغی کام کا رخ حفاظت دین اور تطہیر عقائد، رد بدعات واصلاح رسوم کی طرف مڑ گیا۔یعنی اب دفاعی نوعیت کے کام کی طرف مسلمان علماء متوجہ ہوگئے۔دعوتی کام یا اقدامی نوعیت کا کام پس پشت چلا گیا، اُس وقت سے لے کر اب تک بحیثیت مجموعی مسلم علماء اور قائدین کے کام کا رخ یہی رہا ہے،بعد میں سیاسی تحریکیں بھی مسلمانوں میں اٹھیں لیکن برادران وطن کے درمیان دعوتی فکر کا زمانہ واپس ہی نہیں آیا۔صورت بایں جارسید کہ دیوی دیوتاؤں کی کثرت اور ان کی عبادت اور شرک کے طوفان کو دیکھ کر بھی اہل دین میں وہ

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بے چینی پیدا نہیں ہوئی جو ہونی چاہئے اور جو پیغمبروں کو ہوتی تھی اور جس کا ذکر بار بار قرآن میں آیا ہے کہ کیا آپ ان (مشرکوں) کے ایمان نہ لانے سے خود کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ انسان فوراً عملی اقدام نہ کر سکے یہ بات قابل معافی ہے لیکن شرک کی گرم بازاری کو دیکھ کر دل کی بےچینی کا نہ ہونا اور صرف مسلمانوں کے درمیان اصلاحی کام پر مطمئن ہو جانا ایمان کے کمزور ہو جانے کی علامت ہے، دل کی بے چینی اگر ہوگی تو انسان سوچے گا اور کام کا منصوبہ بنائے گا، لیکن شرک کے طوفان اور کفر کے سیلاب کو دیکھ کوئی پریشانی دل کو نہ ہو یہ ایمان کی صحت مندی کی علامت نہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کا ابتدائی دور دعوت وتبلیغ کا دور رہا ہے، اس کے بعد مسلمانوں کی تاریخ کے سارے ابواب یا تو سیاست وحکومت کے ابواب ہیں یا علماء کی جانب سے حفاظت دین کے ابواب ہیں، حفاظت دین کے ابواب میں علم حدیث کی ترویج واشاعت اور ان کی تدریس کا کام بھی ہے اور طریقت کو شریعت پر ترجیح دینے کے فلسفہ اور وحدۃ الوجود اور وصول الی اللہ کے غیر اسلامی طریقوں کے خلاف جہاد بھی ہے جس کی نمائندگی امام ربانی اور مجدّد الف ثانی کرتے ہیں، حفاظت دین کے ابواب میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کی اشاعت اور قرآن وسنت سے براہ راست واقفیت کی تحریک بھی ہے اور اس باب کا معروف نام اور جلی عنوان حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا خانوادہ ہے، جنھوں نے قرآن مجید کے ترجمے کئے، صحاح ستہ کے درس کو رواج دیا۔ حفاظت دین کے ابواب میں مشرکانہ عقائد وتہذیب اور بدعات ورسوم کے مقابلہ کی تحریک بھی ہے جس کی نمائندگی سید احمد شہید اور حضرت اسماعیل شہید کرتے ہیں۔ حفاظت دین کے ابواب میں مدارس دینیہ کا قیام اور علوم دینیہ کی اشاعت کا کام بھی ہے جس کا دور دارالعلوم دیوبند سے شروع ہوتا ہے جس کے بانی مولانا قاسم نانوتویؒ تھے۔ حفاظت دین کے ابواب میں مسلمان عوام وخواص تک اور شہر ودیہات تک دین کی بنیادی باتیں پہنچانے کی تحریک بھی ہے جس کے قائد مولانا الیاس کاندھلوی تھے، حفاظت دین کے ابواب میں مسلمانوں میں روحانیت پیدا کرنے اور عشق الٰہی کی چنگاری کو شعلہ بنا دینے کا کام بھی ہے جو خانقاہوں نے انجام دیا، حفاظت دین کے ابواب میں مغربی تہذیب، کمیونزم اور الحاد کے مقابلہ اور مسلمانوں کو احساس کمتری سے بچانے کی تحریک بھی ہے جس کی قیادت علامہ اقبال اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے کی۔ حفاظت دین کے ابواب میں اردو زبان میں اعلیٰ درجہ کے اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا کام بھی ہے جس کی سربراہی علامہ شبلی اور ان کے شاگردوں نے کی ہے، حفاظت دین کے ابواب میں سائنس اور مذہب کی کشمکش میں مذہب کی طاقتور حمایت کا کام بھی ہے یہ کام ڈاکٹر رفیع الدین، مولانا عبدالباری ندوی اور وحید الدین خان نے بہتر طور پر انجام دیا، مسلمانوں کی حفاظت کے ابواب میں مسلمانوں کو عصری تعلیم سے آراستہ کرنے کا کام بھی ہے، جسے سرسید احمد خاں اور ان کے رفقاء نے انجام دیا، یہ سب ہندوستان کی تاریخ میں ہمارے کاموں کا مختصر طائرانہ منظرنامہ ہے۔ یہ سارے کام مسلمانوں میں دین کی اشاعت کے کام بھی تھے اور دفاعی نوعیت کے کام بھی انہیں کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس پوری تاریخ میں برادران وطن تک دین توحید کی اشاعت کے کام کا خلا ہے، بہت مختصر طور بات کہی جائے تو اس طرح کہی جا سکتی ہے کہ <u>ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ بحیثیت مجموعی مشرکین کو دعوت الی اللہ دینے کے بجائے پشتینی مسلمانوں کو رجوع الی اللہ کی طرف دعوت دینے کی تاریخ ہے یا مسلمانوں کو فکری اور نظریاتی حملوں سے بچانے کی تاریخ ہے</u>۔ ابتداء میں مسلمان تاجروں خاص طور پر چشتی سلسلہ کے بزرگان دین نے دعوت دین کا جو شاداب درخت لگایا تھا جو برگ وبار لایا تھا وہ بعد میں خزاں رسیدہ بن گیا اور مسلمانوں کو آج جن حالات سے سابقہ پڑ رہا ہے وہ دعوت کے اسی بنیادی کام کے چھوٹ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، دعوت کے بنیادی کام سے مراد

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

وہ کام ہے جو پیغمبروں کی کوششوں کا محور رہا ہے، یہ کام بے توجہی کا شکار کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان علماء کے سامنے نمونہ حجاز کی سرزمین تھی اور خلافت کی مرکزی حکومت تھی وہاں دعوت کا یہ کام نہیں ہوتا تھا وہاں یہ کام اس لئے نہیں ہوتا تھا کہ وہاں غیر مسلم تھے ہی نہیں جو غیر مسلم چھوٹی سی اقلیت میں تھے وہ ذمی کی حیثیت سے رہتے تھے، لیکن جہاں مسلمان ایسی سرزمین میں رہتے ہوں جہاں غالب اکثریت غیر مسلموں کی ہو وہاں نمونہ قرن اول کی مکی زندگی ہے، اس زندگی کو مسلمانوں نے نمونہ اسپین، سسلی ہندوستان کہیں نہیں بنایا اور کہیں دعوت کا کام نہیں کیا۔ حالات کے رخ کو اگر اپنے فائدہ اور غلبہ کی طرف موڑنا ہے اور پیغمبروں کے اسوہ پر عمل کرنا ہے اور آخری پیغمبر ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنانا ہے تو ہمیں دعوت کا نیا محاذ اس ملک میں قائم کرنا ہوگا، کہ یہی انبیاء کا اصل محاذ ہے، اس ضروری اور بنیادی کام کی طرف جو تمام انبیاء کرام کا اور پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا اصل کام رہا ہے سب سے زیادہ توجہ اس دور میں (لٹریچر کی اشاعت کی حد تک) جماعت اسلامی نے کی ہے کہ اس نے ہندوستان کی تمام زبانوں میں قرآن کے ترجمے شائع کئے اور اسلامی لٹریچر تیار کیا۔ غیر مسلموں میں کام کے اس خلا کی طرف علماء کو متوجہ کرنا مشکل اس لئے ہے کہ علماء حقیقت پسندی سے زیادہ عقیدت مندی کا مزاج رکھتے ہیں ہر مسئلہ میں وہ اس طرح سوچتے ہیں کہ واقعی یہ کام ضروری ہے تو ہمارے بزرگوں نے کیوں نہیں کیا۔ ہندوستان کے علماء میں اس کام کی ضرورت کا سب سے زیادہ احساس مولانا ابوالحسن علی ندوی کو تھا کہ سیرت کا مطالعہ ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا انہیں برادران وطن کے درمیان کام کے خلا کا شدت کے ساتھ احساس تھا اور یہ احساس ہر اس شخص کو ہونا چاہیے جس نے انبیاء کرام کا اور سیرت نبوی کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا ہو، انبیاء کرام پر ان کی کتاب النبوۃ والانبیاء فی ضوء القرآن ہے اور سیرت نبوی پر ان کی ایک نہیں متعدد کتابیں عربی اور اردو دونوں زبانوں میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت نبوی کا خوشہ چیں بھی بنایا تھا، انہیں محسوس ہوا کہ قرن اول میں صحابہ کرام اور مشرکین مکہ کے درمیان روابط اور تعلقات موجود تھے رشتہ داریاں بھی تھیں اور لسان قوم بھی ایک ہی تھی، سب ایک دوسرے کے شناسا تھے، اس لئے دعوت کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، لیکن ہندوستان میں تعلقات کا یہ سارا پلیٹ فارم جس پر دعوت کی بنیاد رکھنی تھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے، اس لئے پہلے اہل وطن کو مانوس کرنے اور اسلام اور مسلمانوں سے ان کی اجنبیت دور کرنے کی ضرورت ہے اس لئے سوچ سمجھ کر انہوں نے پیام انسانیت کے نام سے تحریک شروع کی، اور پورے ہندوستان میں شہر بہ شہر جلسے کئے اور برادران وطن کو خطاب کیا، مولانا عبدالکریم پاریکھ ان کے رفیق اور معاون خاص تھے۔ تصنیف وتالیف کے علاوہ دینی تحریکات کی رہنمائی مولانا کا میدان تھا، مولانا علی میاں کی سرگرمیاں عرب وعجم تک پھیلی ہوئی تھیں، ان سب کے ساتھ ہندوستان میں برادران وطن سے مسلسل خطاب۔ اس قد وقامت کی کوئی شخصیت برصغیر میں ماضی میں اور حال میں معاصرین میں اور متقدمین میں نہیں ملتی ہے۔

ہجرت حبشہ کے زمانہ میں حضرت جعفر طیارؓ نے نجاشی کے دربار میں دین اسلام کا جو تعارف کرایا تھا، اسے غور پڑھئے:

''اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، زبردست زیردستوں کو کھا جاتے تھے اس اثناء میں ایک شخص ہم میں پیدا ہوا اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، خونریزی سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، ہمسایوں کو آرام دیں۔۔۔''

یہ ہے دعوت اسلام کی تصویر اور مکی زندگی میں مسلمانوں کے کاموں کی جھلک۔ کوئی شخص انصاف سے بتائے کہ کیا ہماری تصویر ہندوستان میں اس تصویر کے مطابق ہے یا ماضی میں اس کے مطابق رہی ہے اور اگر نہیں ہے تو ہم یہ حکم لگانے میں حق

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بجانب ہیں کہ اسلام کی گاڑی پٹری سے اتر گئی ہے اور صدیوں سے اتر گئی ہے۔آج بتوں کو پوجنے سے روکنا کتنا مشکل ہوگیا ہے اس لئے کہ جب روکنا اورلوگوں کو سمجھانا آسان تھا اور ہماری حکومت تھی اس وقت ہم نے یہ کام نہیں کیا۔

مسلمانوں کی اس ملک میں بہت سی تنظیمیں اور جماعتیں موجود ہیں بہت سے دارالعلوم اور تعلیمی ادارے موجود ہیں اگران کی تعداد کئی گنی ہوجائے اوران کے کاموں کا دائرہ کئی گنا وسیع ہوجائے جب بھی صورت حال میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوگی جب تک کہ اس غلطی درست نہیں کیا جائے جو ہم کئی سو سال سے کرتے آرہے ہیں۔بحیثیت مجموعی ہم نے دفاعی نوعیت کے کام انجام دیئے ہیں،ہم نے مسلمانوں کی اصلاح کی تحریکیں اٹھائی ہیں،ان کی افادیت اپنی جگہ پر بیشک ہے،لیکن یہ وہ دعوتی کام نہیں ہی جو انبیاء نے انجام دیا۔برادران وطن کو اسلام اور مسلمانوں سے مانوس کرنے کا کام اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کا کام جو دعوت اسلام کا پہلا زینہ ہے، فورا شروع کرنے کی ضرورت ہے، یہ کام صرف کسی ایک ادارہ اور تنظیم کے کرنے کا نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی ایک متعین شکل ہے اس کے بہت سے طریقے ہوسکتے ہیں ''ہر گلے را رنگ وبوئے دیگرست'' جماعتوں اور تنظیموں کے قائدین سے استدعا ہے کہ وہ ہم جیسے فقیر راہ نشیں اور غم امروز وفردا سے رنجور وحزیں شخص کی بات بھی سن لیا کریں۔ اس وقت برادران وطن کے سماج میں فجا سوا خلال الدیار کے انداز میں ہر دروازہ پر دستک دینے کی ضرورت ہے، ہر شخص کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہے ،اس بات کو حرز جان بنانے کی ضرورت ہے کہ سب کے ساتھ الفت ومحبت سے پیش آنا بلا تفریق مذہب سب کے ساتھ انصاف کرنا اور مخلوق خدا کی نفع رسانی کے لئے سرگرداں ہونا، اس کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ کے نزدیک یہ محبوب عمل ہے ۔ مولانا علی میاں نے اگر پیام انسانیت کے نام سے تحریک شروع کی تھی تو خدمت خلق کے عنوان سے دوسری جگہ دوسری تحریک شروع ہوسکتی ہے ۔مقصد ایک ہے برادران وطن کے دلوں کو جیتنا اوران کو اسلام اور مسلمانوں سے مانوس کرنا اور روابط کے استحکام کے بعد دین توحید کو ان کے دلوں تک پہنچانا ۔ یہ کام مسلم دور حکومت میں آسان تھا اور اب ہندو احیائی تحریکوں کے عروج کے زمانہ میں مشکل ہوگیا ہے، ظاہر ہے اس کام کا اجر بھی اب زیادہ ہوگیا ہے، لیکن اب بھی تعلقات اور مراسم استوار کئے بغیر یہ کام نہیں انجام پاسکتا ہے، ان کوششوں کا اتنا فائدہ تو ضرور حاصل ہوگا کہ نفرتیں کم ہوں گی، اور اگر روابط مضبوط ہوجائیں گے، تو جانے کتنے کیمیا گر داعی ہوں گے جن کی کوششیں رنگ لائیں گی

ضروری ہے کہ یہ دعوتی شعور عام ہو اور مسلمانوں کا ہر مدرسہ چھوٹا ہو یا بڑا ''لسان قوم'' میں مہارت والے علماء تیار کرنے کی کوشش کرے اور غیر مسلموں سے مکالمہ کی اوران کے درمیان لسان قوم میں تقریروں کی مشق طلبہ کو کرائے ۔ برادران وطن کی تہذیب اور مذہب کے مطالعہ کو کورس میں داخل کرے۔اور صرف ایسے ہی مدارس کو اہل شعور کا اور بالغ نظر علماء کا مدرسہ سمجھا جائے۔ صحاح ستہ پڑھانے والے علماء اور شیوخ الحدیث کو بھی یہ بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اصل حدیثی خصوصیت جوامت کو ملنی چاہئے وہ پیغمبرانہ دعوتی کردار ہے، جو آنحضرت ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی میں نظر آتا ہے۔لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۔جماعت تبلیغ کے بزرگوں کو یہ بات دین اسلام کی روشنی میں کہنی تھی کہ تبلیغ کے چھ اصول منزل من اللہ نہیں ہیں ۔ غیر مسلموں کو براہ راست دعوت نہ سہی اگر اکرام مسلم کے اصول کے ساتھ برادران وطن کے ساتھ خدمت خلق اور خدمت انسانیت کی ایک شق کا اضافہ کرلیا جاتا، تو لاکھوں غیر مسلم ان کے قدرداں ہوچکے ہوتے اور آج جو افسوسناک معاملہ ان کے ساتھ پیش آیا وہ پیش نہ آتا۔لیکن ہمارے مسلم قائدین نے گویا طے کررکھا ہے کہ اپنی کسی غلطی کو تسلیم نہیں کریں گے اور غلطی پر غلطی کرتے چلے جائیں گے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

قربانی
اور آزاد خیال لوگوں کا فلسفہ

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، موبائل: 8688514630

قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے، ہمارے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے، عشق و سرمستی کا بہترین مظہر ہے، جانثاری ووفاشعاری کا جلی عنوان ہے، قربانی عشق خداوندی کی دبی ہوئی چنگاری کو شعلہ زن کرتی ہے، عقل ناتمام کی کثافتوں کو دور کرتی ہے، جودوسخا اور غرباء پروری جیسی عظیم صفت سے آراستہ کرتی ہے، خودغرضی، نفس پرستی، حرص وبخل جیسے اخلاق رذیلہ کے لئے تریاق مہیا کرتی ہے، خدائے ذوالجلال کے مختار کل اور قادر مطلق ہونے کا عقیدہ ذہن ودماغ میں نقش کرتی ہے، عبادت وبندگی اور اطاعت شعاری کا سبق سکھاتی ہے، قبول و طاعت اور حکم خداوندی کے سامنے بلاچون وچرا سرتسلیم خم کرنے کا جذبہ مضبوط و مستحکم کرتی ہے۔

دشمنان اسلام جہاں اسلامی احکام پر اعتراض کرتے ہیں، اور بعض احکام کو قابل ترمیم و تنسیخ قرار دیتے ہیں، ان ہی میں سے ایک قربانی ہے، بقرعید کے موقع پر برادران وطن کی طرف سے مسئلہ قربانی کو خاص طور پر ہدف تنقید بنایا جاتا ہے، اور اسے ظالمانہ اور وحشیانہ عمل سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور قربانی کے عمل کو غیر معقول قرار دیا جاتا ہے، فرقہ پرست تنظیموں کی طرف سے قربانی اور گاؤ کشی کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی جاتی ہے، لیکن کوئی حقیقت پسند انسان جس کے ذہن ودماغ میں اسلام دشمنی کا بیج نہ بویا گیا ہو، اور تعصب وہٹ دھرمی کا چشمہ اس نے نہ لگا رکھا ہو غور کرے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کائنات کا فطری نظام ہی اللہ نے کچھ ایسا رکھا ہے کہ کائنات کی اعلی وارفع مخلوق کے بدلہ میں کم تر مخلوق کو قربان کیا جاتا ہے، اور اس کو چنداں معیوب نہیں سمجھا جاتا؛ بلکہ بسا اوقات اس کو ازحد ضروری قرار دیا جاتا ہے، ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

☆ جب جسم انسانی کا کوئی حصہ زہر آلود ہو جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے پورے جسم انسانی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو زہر آلود حصہ کو کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے؛ تاکہ پورا جسم زہریلے اثرات سے محفوظ رہے، یہ پورے جسم انسانی کے تحفظ کے لئے زہر آلود حصہ کی قربانی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

☆ یہ بات مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ جب کسی شخص کے گھر کوئی مہمان یا عزیز آتا ہے تو اس کی ضیافت اور خاطر مدارات کے لئے اشیائے خوردونوش گھی، تیل، گوشت، آٹا وغیرہ قربان کیا جاتا ہے، اور مہمان کی خاطر یہ چیزیں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

☆ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ادنی لوگ اعلی لوگوں کے لئے قربان ہوتے ہیں، مثلاً بھنگی جس کے ذمہ میں صفائی ستھرائی کا کام سپرد ہوتا ہے عید کے دن جب کہ سارے لوگ خوشیاں مناتے ہیں، اور فرحت وشادمانی کے جذبات سے سرشار ہوتے ہیں ایسی مسرت وانبساط کی گھڑی میں بھی بے چارہ بھنگی خدمت پر مامور ہوتا ہے؛ بلکہ عید کے دن چوں کہ نفاست کا خاص خیال رکھا جاتا ہے؛ اس لئے اس دن اس کی ایک گونہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، گویا لوگوں کی آسائش وآرام کے لئے بھنگی اپنی خوشی کو قربان کر دیتا ہے۔

بعض نام نہاد مفکرین ودانشور جن کی زندگی خوردونوش اور لذت چشم وگوش سے عبارت ہے، فارغ البالی، خوش حالی، خوش جمالی، معیار زندگی کی بلندی، مغرب کی زالہ باری اور اس کے خوان نعمت کی ریزہ چینی جن کی زندگی کا مقصود اور مطمح نظر ہے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایسے لوگ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہرزہ سرائیاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اوراحکام اسلام ان کی نگاہ عیب جو میں کانٹا بن کر کھٹکتے ہیں، ان بدطینت اور فتنہ پرور لوگوں کا خیال یہ ہے کہ قربانی کے نام پر مسلمان فضول اربوں کھربوں روپے خرچ کرتے ہیں، اتنی خطیر رقم اگر فلاحی کاموں میں استعمال ہوتی تو سینکڑوں ہسپتال اورشفاخانے تعمیر ہوسکتے تھے، ہزاروں مریضوں کے علاج و معالجے کا بندوبست ہوسکتا تھا، کئی خستہ حال سڑکیں پختہ ہوسکتی تھیں، بیسیوں کمپنیاں وجود میں آسکتی تھیں، اوراس میں ہزاروں بے روزگار لوگوں کے روزگار کا نظم ہوسکتا تھا، دراصل سیم وزر اور مادیت پرستی کا ان پر ایسا بھوت سوار ہوتا ہے کہ ہر چیز کوحتی کہ عبادت کوبھی معاشی اور مالی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں، ابھی انہوں نے بقرعید کے موقع پرمسلمانوں کی اجتماعی قربانی کے صرفہ کا اندازہ لگایا تو چیخ پڑے کہ یہ رقم مسلمان فضول ضائع کرتے ہیں، اتنی خطیر رقم سے بہت سے فلاحی کام انجام دیئے جاسکتے تھے، کچھ دنوں کے بعد مسلمانوں کی اجتماعی عبادت حج پر آنے والے مجموعی صرفہ کا اندازہ لگائیں گے تو واویلا مچائیں گے کہ اتنی خطیر اوربیش بہا رقم صرف سیر وتفریح کے نام پر خرچ کی جاتی ہے، اگر یہ رقم فلاں فلاں مقصد کے لئے استعمال کی جاتی تو پوری انسانیت کو فائدہ پہنچتا، اور انسانیت کو درپیش فلاں فلاں مشکلات کا ازالہ ہوتا۔

پھر یہ لوگ مسلمانوں کی اجتماعی عبادت نماز کا جائزہ لیں گے، اوراس میں دیکھیں گے ہرنماز میں دس پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں، اس طرح یومیہ پانچ نمازوں میں ایک سوا گھنٹہ صرف ہوتا ہے تو شور مچائیں گے کہ لاکھوں کروڑوں مسلمان یومیہ ایک سوا گھنٹہ بے فائدہ ورزش میں ضائع کرتے ہیں، اس طرح سالانہ اتنے ایام ضائع ہوتے ہیں، اگر یہ لاکھوں کروڑوں افراد معاشی تگ ودو کرتے تو اتنی آمدنی حاصل ہوسکتی تھی، اورفلاں منصوبے اورفلاں پروجیکٹ پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتے تھے، گویا ان ملحد اور دین بیزار قسم کے لوگوں نے انسان کوایک جانور سمجھ لیا ہے، جس طرح ایک جانور کھاپی کر زندگی گزار دیتا ہے اسی طرح انسان بھی محض خوردونوش کے لئے پیدا ہوا ہے، اوراس کی کامیاب زندگی کا راز سیم وزر کی کثرت اور مال ودولت کی فراوانی میں ہی وابستہ ہے، ان مادہ پرستوں کو کیا معلوم کہ عبادت وبندگی میں کیا مزہ ہے؟ محبت ومعرفت کی راہوں میں کیا لذت آشنائی ہے؟ بادۂ عشق و سرمستی کتنا پرکیف اورسرور آفریں ہوتا ہے؟

بعض برادران وطن کی طرف سے قربانی کے خلاف یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ قربانی میں ایک زندہ وجود کوقتل کرنا ہے، اور مخلوق خدا کوایذا پہنچانا ہے، اگرکوئی انصاف پسند انسان اس وسیع و عریض کائنات میں غور کرے تو معلوم ہوگا کہ بہت سے ہوا کے دوش پر اڑنے والے پرندوں مثلاً باز، شکرے، گدھ وغیرہ کے لئے بے چارے غریب پرندے لقمہ تر ثابت ہوتے ہیں، اسی طرح سمندر میں تیرنے والے بہت سے جانور مثلاً وہیل مچھلی، مگرمچھ وغیرہ چھوٹے چھوٹے آبی جانوروں کوکس طرح دبوچ لیتے ہیں، سطح زمین پر دیکھئے کہ بلی کس طرح اپنے خونخوار پنجوں سے چوہوں کوشکار کرتی ہے، جنگل میں شیر، چیتا، بھیڑیا اور تیندوا کس طرح خشکی کے جانوروں کے لئے پیغام موت ثابت ہوتے ہیں، اورقدرت نے ان کی غذا کا یہی انتظام کیا ہے، اوراس کوکوئی شخص نہ تو ظلم سمجھتا ہے، نہ اس کے خلاف کچھ کرسکتا ہے۔ اسی طرح غور کریں کہ آگ میں پروانہ کس طرح اپنی جان نچھاور کردیتا ہے۔ کیا کوئی شخص اس نظارۂ عالم اورتماشہ قدرت کودیکھ کر مسلمانوں پر یہ الزام عائد کرسکتا ہے کہ قربانی کا عمل ظلم و بربریت سے عبارت ہے، اوراسلام اپنے پیروکاروں کوتشدد اورسختی کی تعلیم دیتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ قربانی کی حقیقت اوراس کی روح کو سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے ، اوردشمنان اسلام کی سازشوں اوران کے پروپیگنڈوں کوناکام ونامراد بنائے۔ آمین

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اُردو زبان

اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ہندوستان میں آزادی سے پہلے ایک ایسی زبان بولی جاتی تھی جسے ہندوستانی کہا جاتا تھا، اگر اس کو دیوناگری رسم الخط میں لکھا جاتا تو اس کا نام ہندی ہوتا اور اگر فارسی خط میں لکھا جاتا تو اس کا نام اُردو ہوتا؛ اسی لئے اُردو زبان میں عربی و فارسی کے الفاظ بھی شامل ہوتے ہیں اور ہندی میں سنسکرت کے؛ اسی لئے اس میں بہت سی اصطلاحات عربی وفارسی زبان کی بھی ہیں، جب ملک آزاد ہوا اور سرکاری زبان پر بحث ہوئی تو آدھے ارکان کی رائے تھی کہ ہندوستانی کو سرکاری زبان بنایا جائے اور اسے دونوں رسم الخط میں لکھا جائے؛ لیکن غالباً ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند کے تائیدی ووٹ کی بنا پر اُردو کو اس حیثیت سے مکمل طور پر محروم کر دیا گیا؛ لیکن بعض اصطلاحات جو پہلے سے آرہی تھیں وہ بتدریج جاری رہیں؛ لیکن اب حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اب ان اصطلاحات کا استعمال بھی نہیں کیا جائے گا، یہ ایک المیہ ہے کہ جو زبان ہندوستان میں پیدا ہوئی، اسی کو دیس سے نکال دیا جارہا ہے اور اس کو مسلمانوں کی طرف منسوب کر کے نفرت کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زبان کی حیثیت محض ایک ہتھیار اور ذریعہ کی ہے، وہ کسی خاص مذہب اور فکر کی ترجمان نہیں ہوتی بلکہ اظہار وتعبیر کا ایک ذریعہ ہوتی ہے، جس کے ذریعہ اچھی فکر کو بھی فروغ دیا جاسکتا ہے اور منفی اور نقصان دہ فکر کو بھی پروان چڑھایا جاسکتا ہے؛ اس لئے زبان کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہوتا، ہاں بعض ایسی زبانیں ہیں جن میں کسی خاص مذہب کی بنیادی کتاب موجود ہے، اس پہلو سے اسے اس مذہب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس نسبت میں کوئی برائی نہیں، جیسے سنسکرت زبان ہندو مذہب کے لئے، فارسی پارسیوں کے لئے، عبرانی یہودیوں کے لئے اور عربی مسلمانوں کے لئے خصوصی اہمیت کی حامل ہیں، اردو زبان اس معنی میں کوئی مذہبی زبان نہیں، اس زبان کی تشکیل میں سب سے اہم کردار ہندی کا پھر فارسی کا ہے، زبان کی بنیاد اس کے گرامر اور قواعد پر ہوتی ہے، الفاظ اور تعبیرات تو ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں، اردو قواعد اصل میں ہندی زبان سے ماخوذ ہیں، واحد وجمع، مذکر و مؤنث کے صیغے، جملوں کی ترتیب وغیرہ عام طور پر وہی ہیں جو ہندی کی ہیں، محاورے بھی زیادہ تر ہندی ہی کے اردو میں مستعمل ہیں، تشبیہات واستعارات میں غالباً فارسی نے زیادہ حصہ پایا ہے ہندی کی سادگی اور فارسی کی مٹھاس کے ساتھ عربی الفاظ کی شمولیت نے اس کی شوکت وشکوہ میں اضافہ کیا ہے، اس کے علاوہ سنسکرت، انگریزی، پنجابی، دکنی اور سنسکرت زبانوں کے الفاظ کی آمیزش نے اس کو ایک گلدستہ سا بنا دیا ہے، جس میں ہر پھول کا رنگ جدا اور ہر غنچہ کی خوشبو ایک دوسرے سے سوا ہے، اس لئے اس کا نام ہی ''اُردو'' پڑ گیا؛ گویا یہ ایک زبان نہیں بلکہ زبانوں کا لشکر ہے، یہ گل نہیں بلکہ ہم رنگ پھولوں کا گلستاں ہے، اس حقیقت نے اس زبان کو بیک وقت مختلف زبانوں کی خوبیوں کا امین بنا دیا ہے۔

اسی لئے ہمیں اردو زبان کی خدمات میں شروع ہی سے غیر مسلم حضرات کا نمایاں کردار نظر آتا ہے، کسی زبان کو معیاری زبان کا مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس کے اپنے اصول و قواعد متعین ہو جائیں، گرامر کے بغیر زبان ایک عوامی بولی تو ہوتی ہے، ایسی زبان نہیں ہوتی جس میں معیاری اور ادبی، علمی اور تحقیقی لٹریچر تیار ہو سکے، اس کے قواعد مرتب کرنے والوں میں سب سے ابتدا میں جن لوگوں کا نام ملتا ہے، وہ بقول بابائے اردو مولوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

عبدالحق کے تین شخص ہیں: جان جوشوا کٹلر، مشنری شلز، ہیڈلے، (قواعد اردو، مقدمہ: ص: ۱۵) اور یہ بات اہل علم کے لئے محتاج اظہار نہیں کہ اٹھارویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں 'فورٹ ولیم کالج' اردو زبان میں تصنیف و تالیف اور نشر و اشاعت کا اہم مرکز تھا، یہ تو انگریزوں کا ذکر تھا، اردو زبان میں ہندو بھائیوں کی خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ ان پر کئی ضخیم جلدیں تیار ہوسکتی ہیں، جناب چکبست نسیم، کرشن چندر، پریم چند، آنند نرائن ملا شعراء اور ادباء ہیں جن کے بغیر اردو زبان کی تاریخ نامکمل اور ناتمام رہے گی، اردو کتابوں کی طباعت میں 'منشی نول کشور' کی جو خدمات ہیں، شاید ہی کوئی بڑے سے بڑا مسلمان ناشر بھی اس باب میں ان کی ہمسری کر سکے، انھوں نے فوٹو آفسیٹ پریس کے دور سے پہلے جس خوب صورت، روشن اور بڑی حد تک کتابت کی غلطیوں سے پاک وصاف اردو، فارسی اور عربی لٹریچر پیش کیا وہ کام نہیں کارنامہ ہے، اسی طرح اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کی ترویج اور ان کے افکار ونظریات کو پیش کرنے میں بھی اردو کا بہت ہی نمایاں حصہ رہا ہے، اس سلسلہ میں جناب محمد عزیر کی ''اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ'' (صفحات: ۳۲۴، ناشر انجمن ترقی اردو) خاص طور پر لائق مطالعہ ہے۔

تاہم یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں نے برصغیر میں اپنا مذہبی لٹریچر زیادہ تر اردو زبان میں پیش کیا، محض اس وجہ سے اردو زبان کو ایک گروہی زبان کی حیثیت دے دی گئی اور یہ تأثر دیا گیا کہ وہ صرف مسلمانوں کی زبان ہے؛ حالاں کہ اگر یہ صرف مسلمانوں کی زبان ہوتی تب بھی یہ ملک کی ایک ایسی اقلیت کی زبان قرار پاتی ہے جن کی تعداد سرکاری اعداد وشمار کے مطابق چودہ فیصد کے قریب ہے اور جن کی حقیقی تعداد پندرہ تا بیس فیصد بتائی جاتی ہے، جو زبان ملک میں اتنے بڑے گروہ کے لئے ذریعہ اظہار ہو، کیا اس کی اہمیت سے انکار کیا جاسکتا ہے؟ اس کے لئے ضرورت ہے مخلصانہ جدوجہد، بے غرض کاوش اور اس تحریک کے لئے حکیمانہ قیادت کی، اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اردو زبان کے حقوق کے لئے جدوجہد کا نعرہ لگاتے ہیں، وہ خود اس میں غیر مخلص ہوتے ہیں، وہ اسے ایک سیاسی ایشو کے طور پر استعمال کرتے ہیں، وہ خود اردو زبان سے ناواقف ہوتے ہیں، ان کے گھر میں اردو کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی، وہ اس شور و ہنگامہ کو سیاسی مفادات کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں اور جہاں ان کی اقتدار اور پیسوں کی بھوک کم کرنے کے لئے ایک دو لقمے منہ میں ڈال دیئے جاتے ہیں زبان گنگ ہو جاتی ہے، سیاسی قائدین اردو کے دوسری سرکاری زبان ہونے کا اعلان تو کرتے ہیں، لیکن یہ سرکاری حکم فائلوں میں دفن رہتا ہے اور عملی طور پر اردو کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

آزادی کے بعد اگر سرکاری سطح پر اردو کی ترقی کے لئے کوئی کام ہوا ہے تو وہ 'انجمن ترقی اردو بورڈ' کا قیام اور اس کے تحت فنی، سائنسی اور تحقیقی کتابوں کی اشاعت اور 'مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی' کا قیام ہے، ان دونوں اداروں نے علمی، تحقیقی اور تعلیمی اعتبار سے اردو کو بڑا فائدہ پہنچایا ہے، اور ایسے کاموں کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے، اردو ادب کو صرف لیلیٰ مجنوں کی کہانیوں، شیریں وفرہاد کی داستانوں، اور جام وپیمانہ کی سرمستیوں سے ایک ایسی زبان نہیں بنایا جاسکتا جو علم وتحقیق کی ضرورت کو پورا کرتی ہو اور اپنے دور کے سماجی ومعاشی مسائل اور اپنے عہد کے افکار ونظریات کی ترجمان بن سکتی ہو؛ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم زبان کی ترقی وتعمیر کے ایسے اداروں کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کا ایسا تعاون کریں کہ وہ ملک میں ایک باوقار ادارہ کی حیثیت سے جانے جائیں۔

اُردو زبان سے متعلق دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ اس زبان میں جتنا کثیر اسلامی لٹریچر ہے، عربی زبان کے بعد دنیا کی کسی اور زبان میں اتنا بڑا اسلامی سرمایہ موجود نہیں، اُردو زبان میں متعدد ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں کہ انھیں عربی کا جامہ پہنایا جارہا ہے اور وہ عرب علماء ومحققین سے بھی داد وتحسین وصول کررہی ہیں، اس

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

وقت دنیا میں مسلم آبادی کا بہت بڑا حصہ اپنی بول چال کے لئے اُردو کا گرویدہ ہے، صرف برصغیر میں تقریباً چالیس کروڑ مسلمان اردو بولتے اور سمجھتے ہیں، یورپ اور افریقہ کے مختلف ملکوں نیز امریکہ وکناڈا وغیرہ میں برصغیر کے تارکین وطن کی وجہ سے اُردو وہاں کی زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبانوں میں سے ایک ہوگئی ہے، میں جب برطانیہ گیا تو مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہاں سے پانچ اُردو روزنامے نکلتے ہیں، خلیجی ممالک سے دو کثیر الاشاعت اُردو روزنامے شائع ہو رہے ہیں، اس طرح اُردو ایک عالمی اور انٹرنیشنل زبان ہوگئی ہے۔

اس وقت دنیا کے اکثر آزاد دینی مدارس میں اردو ہی ذریعہ تعلیم ہے، ہند و پاک میں تو ایسا ہونا باعث تعجب نہیں، لیکن امریکہ یورپ اور افریقی ملکوں میں بھی آزاد دینی مدارس میں تدریس کی زبان اردو ہے، اس لئے مسلمانوں کے حق میں یقیناً اردو زبان کی اہمیت دوچند ہے، اُردو ان کے مذہبی اور تہذیبی ورثہ کی امین ہے، اُردو سے رشتہ کی استواری اپنی تاریخ، اپنے مذہب اور اپنی فکری اور تہذیبی روایات سے مربوط ہونا ہے، اردو زبان میں اسلامی اصطلاحات اور قرآنی تعبیرات ایسی رچ بس گئی ہیں جیسے گلاب میں اس کی سرخی اور موتیا میں اس کی خوشبو، یہاں تک کہ غیر مسلم بھی اپنی تحریروں میں بے تکلف ''ماشاء اللہ، سبحان اللہ، الحمد اللہ، نعوذ باللہ'' وغیرہ الفاظ لکھتے ہیں اور ایسی تشبیہات سے کام لیتے ہیں جن کے پیچھے اسلامی فکر کارفرما ہوتی ہے۔

اہل اُردو کو دینی مدارس کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ معاشی مواقع سے رشتہ ٹوٹ جانے کے باوجود انھوں نے اس زبان کو زندہ رکھا ہے، اگر کوئی قوم اپنی زبان کو باقی رکھنے کا فیصلہ کرلے اور اس کے لئے کسی قدر قربانی دینے کے لئے تیار ہو تو کوئی طاقت اس سے اس کی زبان نہیں چھین سکتی، ہندی اور سنسکرت ایک ایسی زبان ہے جو کئی صدیوں سے حکمرانی سے محروم تھی اور سرکاری زبان فارسی تھی؛ لیکن اس زبان کے بولنے والوں نے اسے زندہ رکھا، عبرانی زبان ہزاروں سال سے کسی حکومت کی زبان نہیں رہی نہ عام بول چال میں اس کا رواج رہا، لیکن یہودیوں نے زبان کو باقی رکھا اور اسرائیل بننے کے بعد اسے سرکاری حیثیت حاصل ہوئی، کیا مسلمان اپنی اس زبان کو جوان کی طرف منسوب کردی گئی ہے، اپنی کوششوں سے باقی نہیں رکھ سکتے؟ یقیناً باقی رکھ سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ اس معاملے میں سنجیدہ اور مخلص ہوں، محض حکومتوں سے شکوہ اس مسئلہ کا حل نہیں ہوسکتا، جو قومیں زندہ، بالغ نظر، بیدار مغز اور حوصلہ مند ہوتی ہیں، وہ اپنے مسائل خود حل کرتی ہیں اور اپنے آپ کو بیساکھیوں کا محتاج نہیں ہونے دیتیں۔

اس پس منظر میں اردو زبان کے بقا اور تحفظ کے سلسلے میں عام لوگ جو حصہ ادا کر سکتے ہیں، اس سے متعلق چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں :

☆ جو انگلش میڈیم اسکول مسلمانوں کے زیر انتظام ہیں، ان میں خاص طور پر اردو زبان کے لئے دسویں کلاس یا کم سے کم ساتویں کلاس تک مستقل ایک گھنٹی رکھی جائے اور پوری توجہ کے ساتھ تعلیم دی جائے؛ کیوں کہ اب اردو میڈیم اسکول یا تو قائم نہیں ہو رہے ہیں، یا قائم ہو رہے ہیں تو انھیں وہ مقبولیت حاصل نہیں ہو پارہی ہے جو ہونی چاہیے؛ اس لئے اب انگلش میڈیم اسکولوں میں ذریعۂ تعلیم کی حیثیت سے نہ سہی تو کم سے کم بحیثیت زبان ہی اردو پڑھانی ضروری ہے۔

☆ معیاری اردو میڈیم اسکول قائم کرنے کی کوشش کی جائے اور عام لوگوں کا ذہن بنایا جائے کہ وہ ایسے اسکولوں کی حوصلہ افزائی کریں اور ان میں اپنے بچوں کو داخل کریں، جیسا کہ مہاراشٹر اور بعض دوسرے صوبوں میں اردو میڈیم اسکولوں کی بہت اچھی کارکردگی سامنے آرہی ہے۔

☆ زیادہ سے زیادہ اخبارات ورسائل خرید کئے جائے، اس وقت ہندوستان میں اردو کا سب سے کثیر الاشاعت اخبار ''منصف'' ہے جس کی اشاعت ساٹھ ہزار ہے، حیدرآباد کے تمام

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اردو اخبارات کی مجموعی اشاعت ایک لاکھ سے کچھ ہی زیادہ ہوگی، حالاں کہ حیدرآباد شہر، تلنگانہ اور کرناٹک ومہاراشٹر کے وہ اضلاع جو دکن اسٹیٹ میں شامل تھے، میں اردو قارئین کی تعداد ایک کروڑ سے کم نہ ہوگی، صرف حیدرآباد میں مسلمانوں کی آبادی تیس لاکھ سے متجاوز ہے، اگر پانچ فیصد اردو خواں حضرات بھی اردو اخبارات خرید کر پڑھنے کا مزاج بنالیں تو کم سے کم صرف حیدرآباد اور اس کے اطراف میں چھپنے والے اردو اخبارات کی تعداد اشاعت پانچ لاکھ سے بڑھ جائے گی، یہ حال تو حیدرآباد کا ہے جہاں اخبار خرید کر پڑھنے کا ذوق نسبتاً بہتر ہے، ملک کے دوسرے علاقوں میں تو اس سے بھی زیادہ افسوسناک صورت حال ہے، اس لئے اردو قارئین کو چاہیے کہ وہ ایک مہم کے طور پر اردو اخبارات ورسائل کی ہمت افزائی کریں اور ہوٹل کی میز پر اخبار پڑھنے کے بجائے شخصی طور پر زیادہ سے زیادہ اخبارات خرید کریں، ایک اخبار کی قیمت چائے کی ایک پیالی سے بھی کم ہوتی ہے، اگر آپ نے دو تین اخبار خرید کئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے آج دو تین پیالی چائے کم پی، لیکن اس سے آپ کی زبان کو جو تقویت پہونچے گی، آپ اس کا اندازہ نہیں کرسکتے۔

☆ اُردو کتابوں کی فروخت بھی بڑی مشکل سے ہوتی ہے، بعض کتابیں ایسی ہیں جو انگریزی یا عربی میں لاکھوں کی تعداد میں چھپتی ہیں، لیکن وہی جب اردو زبان کا پیکر اختیار کرتی ہیں، تو ایک تو ہزار، گیارہ سو نسخے چھپتے ہیں اور ان کے نکلنے میں بھی دس، گیارہ سال کا عرصہ لگ جاتا ہے، اس لئے ہمیں اپنے گھروں میں اردو کتابیں پڑھنے اور انھیں خرید نے کا مزاج بنانا چاہیے، اپنے دیوان خانوں کو مصنوعی پھولوں کے گلدستوں سے آراستہ کرنے کے بجائے کتابوں سے آراستہ کیجئے کہ یہ آپ کے اور آپ کی نسلوں کے لئے دل ودماغ کی غذا ہیں، نیز اپنی آمدنی کا ایک حصہ ہر ماہ کتابوں کے خرید کرنے کے لئے مخصوص کرلیجئے، اس طرح آپ اپنے ترکہ میں زر وزمین کے ساتھ ساتھ علم ودانش بھی چھوڑ کر جاسکیں گے۔

☆ اردو میں خط وکتابت اور نجی یادداشتیں لکھنے کا مزاج بنایئے، گھر میں اپنے بال بچوں سے اردو ہی میں گفتگو کا اہتمام کیجئے اور خاص کر اتوار کے دن کو اپنے بچوں کو اردو زبان سکھانے کا دن بنایئے، گھر میں اردو زبان کا یہ ماحول اردو کے تحفظ اور اس کے بقا کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔

غرض کہ اردو زبان کے تحفظ میں ہمیں صرف سیاسی کوششوں پر قناعت نہیں کرنی چاہیے اور حکومتوں سے مطالبات کو کافی نہیں سمجھنا چاہیے؛ بلکہ خود اپنا حصہ بھی ادا کرنا چاہیے، خود بے عملی کا راستہ اختیار کر کے حکومت سے تحفظ کا مطالبہ کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص دوسروں سے اپنے گھر کی حفاظت کی امید رکھے اور خود ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہے۔

فاؤنڈر: راجہ غضنفر علی خاں مرحوم (سابق وزیر اترپردیش)
مسلم فنڈ، بسی کرت پور کی جانب سے تعلیم کے میدان میں ایک نئی پیش رفت
ایک نیا سنگ میل
ضلع بجنور کے تاریخی شہر "کرت پور" میں
عبد السمیع میموریل لا کالج
نجیب آباد روڈ، کرت پور ضلع بجنور
کے نام سے ایک لا کالج کی منظوری حاصل ہونے سے
علاقہ کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہوگئی ہے
جناب صائم راجہ اور ان کے رفقائے کار کو
علاقہ بھر کے ملی اور سماجی رہنماؤں کی جانب سے دلی مبارک باد
منجاب: ماہنامہ ارمغان پھلت، ضلع مظفر نگر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

جناب محمد عارف سے ایک ملاقات

عبدالباری قریشی کھرگون (ایم پی)
Mob.9907607612

عبدالباری قریشی :السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد عارف : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س:عارف بھائی آپ خیریت سے ہیں؟

ج:اللہ کا شکر ہے،ہم خیریت سے ہیں۔

س :ایک دینی دعوتی رسالہ’’ ارمغان‘‘ کے نام سے پھلت ضلع مظفرنگر (یوپی) سے شائع ہوتا ہے، اس میں خوش نصیب نومسلم بھائی بہنوں کے انٹرویوشائع ہوتے ہیں،اگرآپ کا انٹرویوبھی اس میں چھپ جائے تو کیسا رہے گا؟

ج: مجھے سمجھائیے کہ اس کا کیا فائدہ ہوگا۔

س: دعوت کا کام کرنے والے حضرات کواس سے بہت کچھ سیکھنے کوملتا ہےاوران کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے؟

ج:توپھرٹھیک ہے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

س:سب سے پہلے توآپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

ج: والدہ عائشہ، اہلیہ نسرین بھائی فاروق، بیٹی مریم اور بیٹے سہیل ویعقوب یہ میرا چھوٹا سا خاندان ہے، میری تعلیم بارہویں تک ہے اوراس وقت میں پونے کی ایک کمپنی میں ڈرائیور ہوں۔

س:اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیں کہ اسلام قبول کرنے کی وجہ کیا تھی؟

ج:میں اپنے قبول اسلام کے بارے میں کیا بتاؤں،قبول اسلام کی یہ نعمت توانعام ہے میرے اللہ کا مجھ پر،حضرت عمر فاروقؓ اسلام کومٹانے کے لئے گئے تھے،لیکن خود اسلام پر مٹنے کے لئے تیار ہوگئے، کچھ ایسا ہی واقعہ میرے ساتھ ہوا جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

ہم لوگ ایک غیر مسلم محلّہ میں رہتے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف نفرت کا زہر ذہن میں گھلا ہوا تھا،مسلمانوں سے دشمنی اورایک ایک مسلمان کوختم کرنے کودل چاہتا تھا۔ (نعوذ باللہ) مجھے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی دھارمک پستک قرآن شریف ہے، جونفرت سکھاتی ہے، میں نے سوچا کہ مجھ کو اسے پڑھنا چاہئے، تاکہ میں اس کے بارے میں اندازہ کرسکوں، اس لئے قرآن شریف کا مراٹھی ترجمہ لے کرآیا، میں اپنے آپ کو بہت ہی زیادہ علمی اعتبار سے کامل اور مکمل سمجھ رہا تھا، میں قرآن شریف کو قصے وکہانی کے ذیل کی کتاب سمجھ رہا تھا،اس لئے ایک چیلنج کے ساتھ اس کتاب کو پڑھنا شروع کردیا تاکہ اس میں جتنے بھی قصہ کہانیاں بیان کی گئی ہیں، میں ان سبھی کورَد کر دوں (استغفر اللہ، اللہ میری اس غلطی کو معاف کرے) مگر ہوا یوں کہ قرآن شریف کو پڑھنے میں ایسا دل لگا کہ مسلسل ایک سال تک کئی دفعہ اسے پڑھتا رہا، میں قرآن شریف کی ہر آیت کورد کرنے کی نیت سے پڑھتا تھا، لیکن ہر بار مجھ کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا، اور دل اس بات کی گواہی دیتا کہ قرآن صحیح ہے، جس چیلنج کے ساتھ میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تھا۔ میرا وہ چیلنج اورغرور چور چور ہونے لگا اور مجھ کو یہ یقین ہوگیا کہ قرآن شریف قصے وکہانی اور ناول کی طرح کی کتاب نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کی کتاب ہے، میں قرآن شریف کو پڑھتا رہا اور قرآن کا نور میرے اندر اترتا چلا گیا، اس طرح قرآن، اسلام اور مسلمانوں سے نفرت اوران کے خلاف جو زہر میرے دل دماغ میں بھرا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ دور ہوتا گیا، قرآن شریف اللہ کی کتاب ہے، اسے اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت

پی۔ڈی۔ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کے لئے نازل کیا ہے، جب بندوں سے کوئی غلطی ہوتی ہے، تو اللہ اس غلطی پر تنبیہ کرتا ہے، لیکن اس کے بعد فوراً اپنے بندوں سے یہ بھی کہتا ہے کہ میرے بندو! میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، اس لئے بہت ہی پیار بھرے لہجے میں سمجھایا کہ میرے بندو! تم اپنی غلطی پر مجھ سے معافی مانگ لو، اور استغفار کرو، تو میں تمہیں معاف کردوں گا، کتنا رحیم ہے اور کتنا کریم ہے میرا اللہ، اللہ نے اپنے بندوں کو بہت ہی پیار بھرے انداز میں دین کی باتیں قرآن میں سمجھائی ہیں۔

قرآن مجید کے مسلسل مطالعہ کے نتیجہ میں مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کتاب حق ہے، اور میرے ذہن میں یہ بات پوری طرح سمجھ میں آگئی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو اس کی گواہی دینے کے لئے میں نے ۲۰۱۵ء میں اسلام قبول کرلیا۔

س: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے ساتھ آپ کے گھر والوں کا اور رشتہ داروں کا کیا برتاؤ ہوا؟

ج: یہ بتانے سے پہلے میں اپنے اور رشتہ داروں کے بارے میں بتاتا چلوں کہ ہم لوگ آدی باسی قوم کے لوگ ہیں، ہمارا کوئی مذہب نہیں، جس نے جو بتادیا وہی ہمارا مذہب ہوتا ہے، ہندو کٹر پنتھی لوگوں نے ہمیں ہندو بنا دیا، ہم لوگ نہایت ہی جنگلی قوم ہیں، ہمارے یہاں رہنے سہنے کا اور زندگی گذارنے کوئی شعور نہیں ہوتا، ہمارے گھر کے لوگ صبح جلدی اٹھ کر ہارڈ ورک یعنی پہاڑوں میں جاکر پتھر توڑنے کا کام کرتے، شام کو جب تھک ہار کر گھر لوٹتے تو لوٹتے وقت شراب پی کر گھر آتے اور ساتھ میں شراب لے کر آتے اور گھر آکر اور شراب پیتے، شراب پی کر یہ لوگ انسان تو کم جانور زیادہ ہوجاتے ہیں، گھر والوں کے ساتھ بھی یہ لوگ جانور جیسا ہی سلوک کرتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے سے خوب جھگڑتے ہیں، گالی گلوج خوب کرتے ہیں، اس وقت ہم سب آپس میں اس طرح ہوجاتے ہیں جیسے کوئی دشمن ہو، ہم لوگ ایک دوسرے کی جان تک لینے جیسی حرکت کرتے ہیں، لیکن جیسے ہی صبح ہوتی ہے، ہم آپس میں ملتے ہیں، تو سب پہلے کی طرح نارمل ہوتا ہے، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ پھر سارے لوگ مل جل کر اپنے اپنے کام دھندے سے لگ جاتے ہیں۔

یہ سب میں نے اپنی قوم آدی باسی کے بارے میں تفصیل بتائی ہے، چونکہ اس وقت عام طور پر لوگوں میں اسلام دشمنی اور مسلم دشمنی پائی جاتی تھی، اس لئے اسی کے اثر سے میرے رشتہ داروں کے ذہن میں بھی مسلمانوں کے خلاف زہر بھرا ہوا تھا، اس لئے میرے رشتہ دار مسلمانوں کے کٹر دشمن تھے، ہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے، اور ان کے خلاف دشمنی نکالنے کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ایسی جنگلی اور جاہل قوم میں سے مجھے چنا، یہ میرے اللہ کا مجھ پر بہت ہی بڑا اکرم اور انعام ہے، قرآن نے سچ ہی کہا ہے اللہ جسے چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مجھ جیسا کٹر اسلام کا دشمن، مسلمانوں کے وجود کو اس دھرتی سے مٹانے کی تمنا رکھنے والا آدمی مسلمان ہوکر اسلام کی آغوش میں داخل ہوگیا ہے۔ اللہ تعالی کے اس احسان کا میں جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے اپنی جاہل جنگلی قوم کا بہت زیادہ ڈر اور خوف تھا کہ جب میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کا حال معلوم ہوگا تو یہ جنگلی قوم میرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے؟ اسلام قبول کرنے سے پہلے میری قوم مجھے بہت چاہتی تھی، کسی فنکشن یا کسی تیوہار کے موقع پر میری قوم کے لوگ مجھے سر پر بٹھا کرنا چتے تھے، لیکن اللہ حفاظت کرنے والا ہے، سب سے پہلے اللہ کی مدد یہ آئی کہ اللہ نے میرے دل و دماغ سے قوم کا خوف و ڈر نکال دیا، اور الٹا میرا خوف اور ڈر ان کے دماغ میں ڈال دیا، دوسری اللہ کی مدد یہ آئی کہ سرخروش نام کے ایک صاحب ملے جنھوں نے میری قانونی کاروائی بغیر پیسے لئے کی، اور میرے کاغذات تیار کرائے، ایک مہینے بعد میں کاغذات لینے کورٹ گیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارے کاغذات

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تمہارے گھر پوسٹ کے ذریعے بھجوادیں گے، مجھے یہ ڈر تھا کہ یہ کاغذات میری قوم کے دوسرے لوگوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں ، خاص کر کے میرے چچیرے ماموں جو کہ کافی مالدار تھے،اور قوم کے لوگ ان کی ہر بات مانتے تھے، چچیرے ماموں سے میری پہلے سے ہی دشمنی تھی، بات بات پر مجھ سے لڑائی ہوتی رہتی تھی مجھے یہ ڈر تھا کہ کاغذات ان کے ہاتھ لگ گئے،تو وہ ہنگامہ کھڑا کردیں گے، اللہ اپنے بندوں کے حال سے خوب اچھی طرح واقف ہے، کاغذات آئے اور انھیں کے پاس گئے،لیکن سرکاری کاغذات سمجھ کر انھوں نے ہاتھ نہیں لگایا اور وہ کاغذات میرے پاس پہنچادیئے، اس طرح اللہ کی مدد میرے ساتھ رہی، لیکن کسی طرح میرے چچیرے ماموں کو میرے قبول اسلام کے بارے میں پتا لگ گیا،تو انھوں نے میرے خلاف ہنگامہ شروع کردیا، پوری قوم کی میٹنگ لی ،میرے خلاف پلاننگ اور سازش کی گئی۔ مجھے جان سے مارنے کی بھی کوشش کی، مگر سب ناکام رہی، اللہ نے میری حفاظت کی، انھوں نے قوم کو بہکایا،تو قوم نے میرا بائیکاٹ کردیا، نہ میرے گھر کوئی آتا اور نہ وہ مجھے بلاتے، میرے یہاں قوم نے کھانا پینا بند کردیا، مجھ سے بات چیت بھی کوئی نہیں کرتا تھا، میرے خلاف آئے دن میٹنگ ہوتی،لیکن وہ سب ناکام رہے،شروع شروع میں کچھ دن سب رشتے دار ناراض رہے، لیکن سبھی دھیرے دھیرے ملنے جلنے لگے،اب میں رمضان عید پر اپنے سبھی رشتہ داروں کو شیر خرما کی دعوت دیتا ہوں، وہ گھر پر آتے ہیں، اللہ کا یہ احسان رہا کہ گھر کے سبھی افراد نے اسلام قبول کیا، میری اہلیہ کچھ دنوں تک ناراض رہیں، لیکن بعد میں انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا، زندگی میں رنج و غم اتار چڑھاؤ پریشانیاں آتے رہتے ہیں، مگر کل ملا کر زندگی اچھی طرح سے گزر رہی ہے، رنج و غم اور پریشانیاں زندگی کو بہت کچھ سکھا دیتی ہیں، بس یہی میرا مختصر سا احوال ہے، اس سے کسی کو نفع پہنچے تو میرے لئے خوش نصیبی ہے۔

س: ارمغان کے ذریعہ سے امت کو کیا پیغام دیں گے؟

ج: چلئے، چلتے چلتے ایک پیغام بھی دیتا چلوں جس طرح بدن کو پاک اور صاف کرنے کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اس طرح روح کو صاف کرنے کے لئے قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے ساتھ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھنا چاہیئے، تاکہ ہمیں قرآن سمجھ میں آئے، کہ قرآن ہم سے کیا چاہتا ہے؟ قرآن شریف انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے، اس لئے اس کی تعلیم کو عام کرنا چاہیئے، ہمارے دل و دماغ میں قرآن کی تعلیم رہنا چاہیے ، آج کل حدیث کی تعلیم کا تو رواج ہے لیکن قرآن کی تعلیم نہیں ہوتی، اس پر غور کرنا چاہیئے، اسی طرح ہم بہت سی چیزیں زبان سے تو بولتے ہیں لیکن عمل بالکل نہیں کرتے، ہم اپنے بچوں کو عیسائی مشنری اسکولوں میں پڑھنے بھیجتے ہیں، لیکن دینی تعلیم نہیں دلواتے، قرآن کی تعلیم کی وجہ سے ہم متحد رہیں گے ورنہ قرآن کی تعلیم نہیں ہوگی تو ہم فرقوں میں بٹ جائیں گے، میری اس بات سے کسی کو برا لگے تو معافی چاہتا ہوں، غیر مسلموں تک قرآن کو پہنچائیں یہ بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں، اگر مسلمان اس کام کو نہیں کریں گے، تو پھر اللہ ہم جیسی جنگلی اور جاہل قوم کو ہدایت دے کر ہم سے کام لے گا اور قرآن بھی یہی کہہ رہا ہے کہ اگر تم نہیں کروگے تو ہم تمہاری جگہ بدل کر دوسروں کو ہدایت دے کر ان سے کام لیں گے، اور وہ تمہارے جیسے نہیں ہوں گے، اللہ کے اس فرمان سے مسلمانوں کو ڈرنا چاہیے اور اللہ کے دین کو غیر ایمان والے بندوں تک پہنچانا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان غفلت میں رہیں اور اللہ غیر ایمان والے بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچا کر اس آیت کے مطابق فیصلہ کردے، یہ بہت ہی ڈرنے کا مقام ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کو صحیح ہدایت دے، بس میرا یہی پیغام ہے تمام مسلمانوں کے لئے۔

س: جزاک اللہ خیرا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ج: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میرے شیخ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہم العالی

ذاتی مشاہدات وتجربات کی چند جھلکیاں

جناب مولانا ممشاد علی قاسمی بانی جامعہ فلاح دارین الاسلامیہ، بلاسپور ضلع مظفرنگر

برکتہ العصر مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم، جن کی مثالی شخصیت ملت کے لئے قابل تقلید نمونہ اور علم وروحانیت کی ایک عظیم درسگاہ ہے، جو اپنی ذات، اپنے جذبات، اپنے حالات اور اپنا سب کچھ اللہ تعالی کے سپرد کردینے کے بعد ظہور پذیر ہوتی ہے۔

میں نے حضرت کو پچھلے تقریباً ۳۳؍ سالوں میں بہت قریب سے اور ہر زاویے سے دیکھا ہے اس لئے ان کی شخصیت پر لکھتے ہوئے زبان وقلم دل ودماغ کا پورا ساتھ نہیں دے پا رہے ہیں، زبان وبیان میں اتنی وسعت اور قلم میں وہ روانی موجود نہیں جو حضرت مولانا کی شخصیت اوران کے حالات کو لکھنے اور بیان کرنے کا حق ادا کرسکے۔

حال دل کیوں کر کریں اپنا بیاں اچھی طرح
روبرو اُن کے نہیں چلتی زباں اچھی طرح

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہم سے پہلی ملاقات ۱۹۸۷ء میں ہوئی جب میں جامعہ فلاح دارین الاسلامیہ ،بلاسپور، مظفرنگر کی افتتاحی تقریب کی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ تعالی کو دعوت دینے کے لئے اپنے ایک عزیز ڈاکٹر محمد طاہر صاحب (مقیم حال امریکہ) کے ساتھ (جو اس وقت لکھنؤ میں ہی مقیم تھے) تکیہ رائے بریلی حضرتؒ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ اپنے کمرے میں دروازہ بند کرکے تصنیف وتالیف کے کام میں مشغول تھے اور حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب مدظلہم چند علماء اور مہمانوں کے ساتھ درمیانی ہال میں بیٹھے ہوئے تھے، رمضان کا مہینہ تھا، اس وقت حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کا معمول یہی تھا کہ ظہر تک دروازہ بند کرکے لکھنے پڑھنے کے کاموں میں مصروف رہتے تھے، لکھنؤ سے ہمارے ساتھ محترم جناب مولانا سید سلمان حسینی ندوی مدظلہم کے چھوٹے بھائی جناب مولانا اسحاق حسینی صاحب رحمہ اللہ بھی گئے تھے، ان کو مولانا سلمان حسینی صاحب نے لکھنؤ سے ہمارے ساتھ اس لئے بھیج دیا تھا کہ ہمیں حضرت مولاناؒ سے ملنے اور تاریخ لینے میں سہولت ہو، چنانچہ ہم نے حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، تو حضرت مولانا محمد رابع حسنی صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ ابھی تو ملاقات مشکل ہے، کچھ کام کررہے ہیں، دروازہ بند ہے، ہم لوگ وہیں بیٹھے رہے، مولانا اسحاق صاحبؒ نے کچھ میرا اور مدرسہ کا تعارف کرایا، مولانا بہت مسرور ہوئے، ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو ہم لوگ مسجد آگئے۔ نماز کے بعد حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے مختصر وعظ فرمایا جس میں خاص طور پر گھروں میں ٹیلی وژن رکھنے کی حرمت بیان کی، مسجد تکیہ اس وقت اپنی قدیم شکل میں ہی تھی (بعد میں حسب ضرورت اس طرح توسیع کردی گئی ہے کہ حضرت شاہ علم اللہ صاحبؒ کی تعمیر کردہ اصل مسجد تو اپنی حالت میں جوں کی توں رکھی گئی ہے اور اس کے مغرب وشمال جنوب میں حسب ضرورت توسیع کردی گئی ہے) ظہر کی نماز و

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بیان کے بعد میں نے دیکھا کہ مسجد کے جنوب مشرقی کونے میں حضرت مولانا محمد رابع حسنی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں جا کر ان کے پاس بیٹھ گیا، بہت بشاشت اور ہمدردی کے ساتھ مدرسہ وتعلیم سے متعلق مختلف قیمتی مشورے مولانا نے ارشاد فرمائے۔

نصاب تعلیم کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ انسانوں کا مرتب کردہ کوئی بھی نصاب تعلیم دائمی نہیں ہوسکتا، وقت اور حالات کی ضرورت کے اعتبار سے اس میں تبدیلی ناگزیر ہے، اگر ہم وقت کی زبان اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیم حاصل نہیں کریں گے تو دنیا میں اپنا حق حاصل نہیں کرسکتے، اس کے لئے انہوں نے الجزائر کی مثال پیش کی کہ الجزائر میں جنگ آزادی سو فیصد علماء نے لڑی اور لاکھوں علماء کرام نے جان ومال کی عظیم قربانیاں دے کر ملک کو آزاد کرایا، لیکن جب حکومت بنانے کا وقت آیا تو علماء کو مکمل طور پر نظر انداز کردیا گیا، اور حکومت ان لوگوں کے ہاتھوں میں آئی جن کا اسلامی تعلیمات سے کوئی واسطہ نہیں تھا اور جنگ آزادی میں بھی ان کا کوئی کردار نہیں تھا، وجہ صرف یہ تھی کہ وہ لوگ وقت کی زبان اور عصری علوم اور عصری تقاضوں سے واقف تھے اور علمائے کرام نے اس تعلیم کی ضرورت نہیں سمجھی، اس لئے اپنی تمام تر قربانیوں اور مخلصانہ جد وجہد کے ذریعہ آزادی کی جنگ جیتنے کے باوجود حکومت سے باہر ہی رہے اور جس ملک کی آزادی کے لئے ہزاروں لاکھوں علماء نے جانیں قربان کرکے اس ملک کو آزاد کرایا، اور جس ملک پر علماء کرام حکومت کرنے اور وہاں اسلامی نظام قائم کرکے عادل حکومت چلانے کے سو فیصد حق دار تھے، جب وقت آیا تو ان کو حکومت واقتدار میں کوئی حصہ نہیں ملا کیوں کہ وہ علماء وقت کی زبان اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیم سے نا آشنا تھے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے نصاب تعلیم کا جائزہ لے کر اس کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ رکھیں، کیونکہ قرآن وحدیث کے علاوہ سب کچھ تغیر پذیر ہے۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ سے ملاقات کرکے اور تاریخ لے کر ہم لوگ افطار کے بعد لکھنؤ واپس آ گئے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم ندوۃ العلماء کے باقاعدہ ناظم تو ۲۰۰۰ء میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے وصال کے بعد ہوئے، اس سے پہلے مہتمم اور نائب ناظم بھی رہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ باقاعدہ ناظم نامزد ہونے سے پہلے بھی تقریباً چالیس سال ایسے گذرے جن میں ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے ساتھ چوبیس گھنٹے سفر وحضر میں سایہ کی طرح ساتھ رہ کر پس پردہ معاون ومعتمد خاص کی حیثیت سے ندوہ کے ہر بڑے چھوٹے کام کو سرانجام دیتے رہے، لیکن نہ کبھی اس کا اظہار کیا اور نہ ازخود کسی کو محسوس کرانے کی کوشش کی۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی نوراللہ مرقدہ کے سامنے بھی ایک مدت تک عملی طور پر ندوہ کے سب سے بڑے ذمہ دار اور تمام کام سرانجام دینے کے باوجود کبھی کسی کام کا کریڈٹ لینے یا خود کو ذرا بھی نمایاں کرنے اور اپنے کئے ہوئے کسی کام کی نسبت اپنی طرف کرنے کی ادنی سی بھی کوشش نہیں کی، انہوں نے اپنی شخصیت کو گویا فنا کرکے ماموں جان حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاںؒ کی شخصیت میں خود کو تحلیل کردیا تھا۔ اپنے جذبات، اپنی پوری قابلیت اور تمام تر صلاحیت کو ان کے اشاروں پر نچھاور کردیا تھا، ''من تو شدم تو من شدی'' کی یہ ایک نادر اور خوبصورت مثال ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ بعد میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب ندوی کو اللہ تعالی نے کسی خاص کوشش کے بغیر مقبولیت ومحبوبیت عام کے اس اعلی مقام پر پہنچایا، جہاں پر اللہ تعالی کے بہت مقرب اور خاص بندے ہی پہنچ پاتے ہیں۔

بڑی بڑی ذمہ داریوں کو مثالی انداز میں نبھاتے ہوئے بھی حضرت مولانا محمد رابع صاحب نے پوری زندگی بڑی احتیاط کے ساتھ گذاری اور اپنے خاص بندوں کی اللہ تعالی کیسے حفاظت کرتا ہے اس کا اندازہ ایک واقعہ سے ہوتا ہے جو خود حضرت مولانا محمد

پی۔ڈی۔ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

رابع حسنی صاحب نے سنایا:

ایک دفعہ بینک کے سود کے استعمال کی بات چل رہی تھی تو حضرت نے سنایا کہ امریکہ میں ہمارے ایک جاننے والے ہیں وہ ندوہ کے لئے رقم بھیجتے تھے اسی کے ساتھ وہ الگ سے ایک رقم بھیجتے تھے کہ یہ بینک کا سود ہے، اس کو الگ سے اس کے کسی مصرف میں خرچ کرلیں، ایک بار خواب میں دیکھا کہ میں نے بہت صاف ستھری شیروانی پہنی ہوئی ہے، لیکن پھر اچانک دیکھا کہ اس شیروانی کے دامن پر ایک طرف کچھ گندگی لگی ہوئی ہے، مجھے تعجب ہوا کہ یہ گندگی کہاں سے لگی، آنکھ کھلنے کے بعد میں نے غور کیا تو اندازہ ہوا کہ یہ اسی بینک کے سود کی طرف انتباہ ہے۔ اللہ تعالی کو یہ پسند نہیں کہ وہ رقم ہمارے ذریعہ سے خرچ ہو، اس لئے اس کے بعد میں نے امریکہ ان صاحب سے معذرت کرلی اورانہیں کہہ دیا کہ آئندہ یہ سود کی رقم میرے پاس نہ بھیجیں۔

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کے پاس ایک خاں صاحب آیا کرتے تھے، جو ڈاڑھی صاف کراتے تھے لیکن شاہ صاحب نے ڈاڑھی کے بارے میں ان کو کبھی نہیں ٹوکا اوران کے ساتھ ہمیشہ محبت وشفقت سے پیش آتے رہے پھر کچھ عرصہ بعد جب وہ شاہ صاحب سے مانوس ہوگئے اور ان کے دل میں محبت وعظمت پیدا ہوگئی اور شاہ صاحبؒ نے محسوس کرلیا کہ اب میری بات کا اثر ہوگا تو ایک دن حضرت شاہ صاحبؒ نے ان خاں صاحب کی ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا کہ خاں صاحب آپ کی ٹھوڑی بہت چکنی چکنی ہے، خاں صاحب سمجھ گئے کہ یہ ڈاڑھی نہ رکھنے کی طرف اشارہ ہے، پھر شاہ صاحبؒ کے کہنے کا یہ لطیف انداز، شفقت بھرا اور خوبصورت لہجہ، بس خاں صاحب کے دل میں بات اتر گئی۔

اس کے بعد جب نائی آیا اور ڈاڑھی پر استرا رکھنے لگا تو خاں صاحب نے کہا کہ نہیں بھائی، اب اس ٹھوڑی پر شاہ صاحب کا مبارک ہاتھ لگ چکا ہے اس لئے اب اس پر استرا نہیں چل سکتا، نائی کو منع کردیا اور خاں صاحب نے ڈاڑھی رکھ لی۔

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ دیکھو حضرت شاہ صاحبؒ یہ بات خاں صاحب کو پہلے دن بھی کہہ سکتے تھے، لیکن انہوں نے ان کو مانوس کرکے خوش اخلاقی اور حکمت کے ساتھ ان کے دل کی زمین کو نرم کیا پھر اس میں محبت کا بیج ڈالا جس کو اس نے فوراً قبول کرلیا، اکثر اکابر اولیاء وصوفیاء کا یہی طریق رہا ہے۔

حضرت مولانا محمد رابع حسنی صاحب دامت برکاتہم کو ہم نے اکثر اسی طریق پر عمل کرتے دیکھا، عام حالات میں بھی حکمت کے ساتھ موقعہ کے اعتبار سے بات کرنا ان کی خصوصیت ہے چوں کہ کتنی بھی قیمتی بات اگر بے موقعہ کہی جائے تو وہ بے فائدہ ہوتی ہے بلکہ کبھی کبھی فتنہ کا سبب بن جاتی ہے اور کہنے والے کو بھی بے وقعت بنا دیتی ہے اس لئے صرف علم ہی کافی نہیں، علم سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھرپور حکمت بھی ضروری ہے۔ علم یہ ہے کہ کیا کہنا ہے اور حکمت یہ ہے کہ کب اور کیسے کہنا ہے۔ خالص علم کتنا بھی وسیع اور وقیع ہو، حکمت کے بغیر بے وزن رہتا ہے اور صحیح نتائج پیدا نہیں کرپاتا۔

کون سی بات کہاں کیسے کہی جاتی ہے
یہ سلیقہ ہو تو ہر بات سنی جاتی ہے

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب کو اللہ پاک نے علم کے ساتھ حکمت کے خزانے سے بھی نوازا ہے، کون سی بات کب اور کس انداز میں کہنی ہے اس کا خاص سلیقہ رب ذوالجلال نے ان کو عطا فرمایا ہے، زبان کی شیرینی اور جذبہ ہمدردی اس پر مستزاد، جو اُن کے لہجے اور انداز سے صاف جھلکتی ہے اور جو اللہ والوں کی خاص ادا ہوتی ہے۔ کئی بار بے قابو حالات کو سنبھالنے میں ان کا یہ پرحکمت انداز بہت مفید ثابت ہوا۔

ایک بار میں علامہ ابن قیمؒ کی ''کتاب الروح'' پڑھنے کے بعد حضرت مولانا مدظلہم کے سامنے اس کتاب کے کچھ مندرجات

پی۔ڈی۔ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کا ذکر کر رہا تھا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ نیک روحوں کے اثرات اوران کی نیکیوں کے ثمرات ان کے وارثین پر ہوتے ہیں (بات طویل ہے اوراس کا یہ موقعہ نہیں، اس لئے میں صرف متعلقہ حصہ ہی ذکر کر رہا ہوں) اسی درمیان آیت قرآنی و کان ابوھما صالحا (صدق اللہ العظیم) کی تفسیر کا تذکرہ بھی آیا۔(اہل علم حضرات ان اشارات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں)

تو حضرت مولانا نے علامہ ابن قیمؒ کی تائید کرتے ہوئے اپنا تجربہ بیان فرمایا کہ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب ندویؒ کی وفات کے بعد ہم لوگ بہت فکرمند تھے کہ ندوہ کا نظام کیسے چلے گا لیکن الحمدللہ سارا نظام سہولت کے ساتھ چل رہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ مولاناؒ ہمارے درمیان ہی موجود ہیں۔

میں نے ہمیشہ دیکھا کہ حضرت مولانا مدظلہم مشکل حالات میں رجوع الی اللہ اور دعاء پر بہت انحصار کرتے ہیں۔

ایک دفعہ میں لکھنؤ حاضر ہوا، تنہائی میں اپنے کچھ حالات اور معمولات عرض کر رہا تھا اور چوں کہ اس دوران میں کچھ مقروض بھی تھا تو میں نے حضرت مولانا کو بتایا کہ ادائیگی قرض کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دعا منقول ہے: اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر إنک علی کل شیء قدیر رحمان الدنیا و الآخرة و رحیمھما، تعطیھما من تشاء و تمنع منھما من تشاء، إرحمنی رحمةً تغنینی بھا عمن سواک "میں یہ دعا پڑھ رہا ہوں تو خوش ہوکر فرمایا کہ ہاں یہ بہت اچھی دعا ہے، پھر اپنی سامنے والی جیب سے کاغذ نکالے (حضرت مولانا کی جیب میں عام طور پر بہت سارے کاغذات مختلف قسم کے جمع رہتے ہیں) اور ان کاغذات میں سے کچھ تلاش کرنے لگے، تقریباً ڈیڑھ منٹ تلاش کرنے کے بعد کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جس پر یہی دعاء لکھی ہوئی تھی، وہ کاغذ اوراس پر لکھی ہوئی یہ دعا مجھے دکھائی، یہ گویا عملی حوصلہ افزائی اور تائید تھی کیونکہ اس سے معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت مولانا بھی یہ دعا پڑھتے ہیں۔

نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو کے واقعات بھی حضرت مولانا کی زندگی میں اکثر دیکھنے میں آتے رہے، بلکہ یہ ان کی عادت اور طبیعت بنی ہوئی ہے۔مجلس میں ایک دن کچھ علمائے کرام بیٹھے ہوئے تھے، بات ندوہ کے قدیم حالات کی چل رہی تھی جب درس گاہ میں بجلی، پنکھوں کا بھی کوئی خاص انتظام نہیں تھا، حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب کے ایک قدیم شاگرد جو سعودی عرب کے متعدد اداروں میں استاذ رہے (اتفاق سے نام اس وقت ذہن میں نہیں آرہا) انہوں نے حضرت کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی طالب علمی کا واقعہ سنایا کہ گرمی بہت زیادہ تھی، اوپر کی درس گاہ میں آپ پڑھاتے تھے، اس دن حبس اور گرمی کچھ زیادہ ہی تھی، اوپر تو اور بھی زیادہ تپش ہوتی ہے، آپ کے درس گاہ میں آنے سے پہلے ہم طلباء نے مشورہ کیا کہ آج مولانا سے کہہ کر چھٹی کرائیں گے چنانچہ آپ کے درس گاہ میں آتے ہی ہم نے گرمی کی شدت کا حوالہ دے کر چھٹی کرنے کی درخواست کی تو آپ نے ہماری بات سنی اور پھر مسکراتے ہوئے یہ شعر:

قیمت غم حیات کی تو دام دام لے
بہار ہو کہ خزاں تو سب سے کام لے

سنا کر پڑھانا شروع کردیا۔

حضرت مولانا یہ واقعہ سن کر ہنسے اور یہ شعر دوتین بار دہرایا جس سے اندازہ ہوا کہ انہیں یہ شعر بہت پسند ہے، اس کو انہوں نے اپنی زندگی میں اتارا ہوا ہے، چوں کہ ہم نے دیکھا کہ ان کا عمل ہمیشہ اسی کے مطابق ہوتا ہے۔

حضرت مولانا محمد رابع صاحب دامت برکاتہم خود کبھی آگے بڑھ کر کسی عہدے کے طالب نہیں ہوئے لیکن جب بڑوں کی طرف سے یا قوم کے قائدین کی جانب سے ملت کے مفاد میں کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی تو اس کو اللہ تعالی کی نعمت سمجھ کر قبول کیا

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اور اپنے فرائض منصبی کو انجام دیا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی نور اللہ مرقدہ کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر کے انتخاب میں کچھ اختلافی شکل پیدا ہوگئی تھی، اس موقعہ پر بورڈ کے ذمہ داروں نے محسوس کیا کہ اگر حضرت مولانا محمد رابع صاحب کو صدر بنا دیا جائے تو ان کی شخصیت پر سب متفق ہو جائیں گے اور یہ اختلافی صورت ختم ہو جائے گی چنانچہ حضرت مولانا کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی اور ان کو صدارت کے لئے کہا گیا (صدر کے انتخاب کے لئے اجلاس ندوۃ العلماء میں ہی ہو رہا تھا) تو حضرت مولانا نے صدارت قبول کرنے سے معذرت کر دی اور اراکین کی طرف سے صورت حال کا حوالہ دے کر اصرار ہوا تو ایک معزز رکن کے بقول حضرت مولانا محمد رابع صاحب نے کہا کہ ''میں ہرگز صدر نہیں بنوں گا''، انکار کی وجہ یہ تھی کہ ایک دو شخصیتیں اور تھیں جن کا نام صدارت کے لئے آرہا تھا اور وہ یقیناً اس عہدہ کے قابل بھی تھے، تو حضرت مولانا محمد رابع صاحب ان کے سامنے صدر بن کر ان کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتے تھے، اس لئے بورڈ کی صدارت کے لئے اپنا نام پیش نہیں ہونے دیا سعدی کی زبان میں

دل بدست آور کہ حج اکبر است

کا یہی مطلب ہے۔

ایثار و مروّت اور وفا ایسی ہی شخصیتوں سے درس لے کر پروان چڑھتی ہے اور شرافت و نجابت کا بھرم انہیں سے قائم ہے بہر حال اس کے بعد صدر منتخب کرنے کے لئے بورڈ کی طرف سے حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمیؒ، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ اور حضرت مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی پر مشتمل سہ رکنی کمیٹی بنائی گئی، ان تینوں حضرات نے الگ تنہائی میں بیٹھ کر اتفاق رائے سے حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ کو بورڈ کا صدر منتخب کر لیا جو تا حیات صدر رہے، پھر حضرت قاضی صاحب کے وصال کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب مدظلہم کو اجلاس حیدرآباد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا چوتھا صدر منتخب کیا گیا۔ حضرت مولانا اگرچہ اس اجلاس میں موجود نہیں تھے، لیکن سبھی علمائے کرام، معزز ارکان اور جملہ عمائدین ملت کی طرف سے متفقہ طور پر اس اعتماد و احترام کو انعام الٰہی سمجھ کر بخوشی قبول کر لیا اور اب تک اس باوقار عہدہ پر فائز ہیں۔ اطال اللہ بقاءہ و بارک فی حیاتہ

مے کشوں کے سر پہ یارب پیر میخانہ رہے

آدمی کے ظرف و ضبط کا امتحان، حادثاتی اور طوفانی حالات سے مقابلہ کرنے کی قدرتی صلاحیت کا اندازہ عام طور پر اسی وقت ہوتا ہے جب وہ غیر متوقع طور پر کسی مشکل وقت اور آلام و حادثات کا سامنا کرتا ہے، جب حالات اس کو خون کے آنسو رونے پر مجبور کرتے ہیں اور اس کی شخصیت کے وقار، اس کی ذمہ داری، اس کی خودداری ان آنسوؤں کو بہنے سے پہلے ہی اندر ہی اندر پی لینے، ساری تلخیوں کو چھپا لینے اور چہرہ پر باوقار مسکراہٹ سجائے رکھنے کا تقاضہ کرتی ہے، وہ روتا ہے لیکن اپنے آنسو کسی کو دکھا نہیں سکتا۔

ہجوم غم میں بھی توہینِ ضبطِ غم نہ ہوئی
اس احتیاط سے روئے کہ آنکھ نم نہ ہوئی

ہم نے حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب دامت برکاتہم کو اس طرح کے سخت مراحل سے کامیابی کے ساتھ گزرتے دیکھا ہے، انہوں نے بدترین حالات اور انتہائی مشکل اوقات میں بھی اپنے وقار کو مجروح نہیں ہونے دیا اور اپنی ذمہ داری پر کوئی حرف نہیں آنے دیا، ان کے دل پر چاہے کچھ بھی گذر گئی ہو لیکن اس کا برملا اظہار نہیں کیا۔

یہ بات نرالی دلِ خوددار کرے ہے
تڑپے ہے مگر درد سے انکار کرے ہے

وہ حادثاتی اوقات میں کبھی مغلوب نہیں ہوئے، کبھی مایوس نہیں ہوئے، اپنے جذبات کو کبھی خود پر اور اپنی ذمہ داریوں پر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حاوی نہیں ہونے دیا اور متوکلاً علی اللہ آگے ہی بڑھتے رہے۔

زندگی کے بظاہر کامیاب سفر میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب آدمی بھری محفل میں بلکہ بھری دنیا میں خود کو تنہا محسوس کرتا ہے، وہ جن کے دم سے دل کی دنیا شاد تھی، آباد تھی، مانوس تھی، خوشحال تھی، اپنی خوشی اور غم کو ان کے ساتھ بانٹ کر تسکین اور ناقابلِ بیان مسرت حاصل ہوتی تھی، صدمہ اور غم کے دوران بہنے والے آنسوؤں کو ان کا پاک دامن میسر تھا، جن کی موجودگی میں ہر چھوٹی بڑی خوشی حقیقت میں خوشی محسوس ہوتی تھی، یعنی معمولی مسکراہٹ بھی بڑی شادمانی کا پیغام لاتی تھی، جب ایسی تمام دل ربا شکلیں بچھڑ جائیں، جنت نشیں ہو جائیں اور ساری خوشیوں اور غموں کا بوجھ آدمی کو اکیلے ہی اٹھانا پڑے تو اس کی یہ اضافی ذمہ داری ایک اعصابی بیماری بن کر رہ جاتی ہے:

میں راہ عشق کا تنہا مسافر
کسے آواز دوں کوئی نہیں ہے

مگر وہ خاصان خدا جن کے شیشہ دل نور الٰہی سے منور ہوں اور زبان اس کے نام کی حلاوت سے تر ہو، وہ رب کی رضا سے دل کی دنیا کو آباد کر کے اس آزمائش کو بھی بارگاہ عالیہ میں رفع درجات کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، پھر رب ذوالجلال والاکرام انہیں کسی بھی حال میں تنہا نہیں چھوڑتا اور ان کی ذات کو بافیض انجمن میں تبدیل کر دیتا ہے۔ حضرت مولانا محمد رابع صاحب دامت برکاتہم کی شخصیت اس کی روشن مثال ہے۔

یاد تیری ہر نفس میں تھی بسی
میں اکیلے میں کبھی تنہا نہ تھا

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب ندویؒ سے ایک صاحب نے پوچھ لیا کہ کیا آپ نے مولانا محمد رابع صاحب کو خلافت دے دی تو جواباً فرمایا کہ ''ہم ہی رابع ہیں اور رابع ہم ہیں ''یعنی وہی'' ''من تو شدم، تو من شدی'' والا معاملہ، اور وقت کے ساتھ یہ روحانی انسیت و مناسبت بڑھتی ہی جارہی ہے۔

یہ باتیں حالاں کہ کچھ ذاتی نوعیت کی ہوتی ہیں لیکن موقع کی مناسبت سے تحدیث نعمت کے طور پر چند سطریں لکھ رہا ہوں:

وفات کے ایک سال بعد تک حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کثرت سے میرے خواب میں تشریف لاتے تھے، کئی بار حضرت مولانا محمد رابع صاحب مدظلہم بھی حضرت مولاناؒ کے ساتھ ہوتے تھے، پھر یہ ہوا کہ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحبؒ خواب میں تشریف لائے، میں حضرت سے باتیں کر رہا ہوں تو اچانک حضرت مولانا محمد رابع صاحب کی شکل میں ہو گئے، کچھ دیر بعد پھر اپنی شکل میں ہو گئے، متعدد بار ایسا ہوا کہ شخصیت تو ایک ہی رہی لیکن شکل ادلتی بدلتی رہی جس سے میں یہ سمجھا کہ حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد رابع صاحب، دونوں کا روحانی سلسلہ اور قلبی و طبعی مناسبت اتنی مضبوط و محترم ہے کہ دونوں گویا ایک ہی ہیں، جس کو فارسی میں ''دو قالب، ایک جان'' کہتے ہیں اور حضرت مولانا محمد رابع صاحب سے تعلق حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحبؒ سے ہی تعلق ہے۔ یہ میری تسکین قلب کے لئے ایک غیبی اشارہ تھا جس کو میں نے اپنے رب کا خصوصی فضل سمجھ کر اس کا شکر ادا کیا۔ رمضان میں تکیہ رائے بریلی خانقاہ میں حاضر ہو کر حضرت مولانا علی میاںؒ کی قبر پر گیا تو شدت جذبات سے روتے ہوئے ہچکیاں بندھ گئیں۔

محبت ایک خوشبو ہے ہمیشہ ساتھ چلتی ہے
کوئی انسان تنہائی میں بھی تنہا نہیں رہتا

ظہر کے بعد مسجد میں حضرت مولانا محمد رابع صاحب دامت برکاتہم کا درس قرآن تھا اور یہ عجیب اتفاق تھا کہ اس دن آیت ''وما محمد الا رسول، قد خلت من قبلہ الرسل'' (صدق اللہ العظیم) کی تفسیر بیان ہو رہی تھی۔ حضرت مولانا مدظلہم نے تفسیر ایسے عمدہ پیرایہ میں بیان کی کہ مجھے ایک ایک جملہ اپنے اوپر منطبق محسوس ہوا۔ شام کو میں نے بیعت کی درخواست کی تو فرمایا کہ آپ حضرت مولاناؒ سے بیعت ہیں ہی، اب نئی بیعت کی ضرورت نہیں، وہی کافی ہے۔

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسجد آیا صوفیہ کی بازیابی

مولانا انیس الرحمٰن ندوی
فرقانیہ اکیڈمی وقف، بنگلور

راقم الحروف کو ۲۰۱۱ء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے استانبول کے اپنے سفر کے دوران تاریخی مسجد ایا صوفیہ کی زیارت کرنے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھنے کا موقع ملا تھا، ایا صوفیہ جو اس وقت ایک میوزیم کی شکل میں تھی ایک طرف سیاحوں کے ہجوم اور دوسری طرف سیکولر انتظامیہ کے خوف سے کوئی اس مسجد کے مرکزی اور پُر ہیبت ہال میں نماز پڑھنے کی کوشش کم ہی کر پاتا تھا، باوجود یہ کہ اس وقت بھی ترکی کی وزارت عظمی کے عہدے پر اس کے موجودہ صدر جناب رجب طیب اردوان ہی فائز تھے اور اس وقت ترکی میں اتاترک کے دور کی اسلام مخالف سختیوں میں کافی اصلاحات اور نرمیاں آچکی تھیں، لہٰذا ہم نے اس تاریخی مسجد کے بالائی حصہ میں دو رکعت تحیۃ المسجد نماز ادا کی تھی۔ ہمارا ایمان و اعتقاد تھا اور ہے کہ یہ مسجد تھی اور قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اور یہ کہ ایک نہ ایک دن اللہ کا کوئی بندہ اس کو دوبارہ مسجد میں تبدیل کرنے کا کارنامہ انجام دے گا۔

۱۰ر جولائی ۲۰۲۰ کو وہ دن دنیا نے دیکھا کہ ترکی کے مرد آہن جناب رجب طیب اردوان نے یہ کارنامہ سر انجام دیا، اور بے پناہ عالمی دباؤ کے باوجود انھوں نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے مسجد میں تبدیل کرنے کا فیصلہ صادر کیا۔ حسب توقع مغربی ممالک ترک حکومت کے اس فیصلے سے ناخوش ہیں اور اسے سخت تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ مگر تعجب تو اس بات پر ہے کہ ان کی حامی بھرنے میں ہمارے بعض مسلم ممالک، تنظیمیں اور افراد بھی کچھ پیچھے نہیں ہیں۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا کے کسی بھی قانون یا عدالت میں ایا صوفیہ کے مسجد ہونے کی حیثیت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے بعد سلطان نے اس چرچ کو اس وقت کے اساقفہ اور پادریوں سے اپنے صرف خاص سے بھاری قیمت کے عوض خرید کر اسے مسجد میں تبدیل کیا تھا اور اسے اسلامی اوقاف کا حصہ بنایا تھا، اس کے دستاویزی ثبوت بھی موجود ہیں، جس کو بنیاد بنا کر ترکی کی عدالت نے فیصلہ مسجد کے حق میں سنایا۔ عیسائی دنیا میں چرچوں کو بیچنے کا رواج زمانہ قدیم میں بھی تھا اور آج بھی یورپ اور امریکا میں یہ عمل جاری ہے۔ لہٰذا اس میں کسی کو مغالطہ نہیں ہونا چاہئے۔ لہٰذا سلطان محمد فاتح کے فاتحانہ اور مالکانہ دونوں حقوق کی رُو سے مسجد ایا صوفیہ کو اس کی اوقافی حیثیت سے تا قیامت کوئی بھی شخص یا قانون محروم نہیں کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ایا صوفیہ کو میوزیم سے مسجد میں دوبارہ تبدیل کئے جانے کے قضیہ کو آج کوئی بھی ''مسیحیت مخالف'' تصور نہیں کر رہا ہے، بلکہ مغرب بھی اس قضیہ کو ''سیکولرزم مخالف'' قرار دے رہا ہے۔ کسی ملک کے سیکولر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہے، لہٰذا وہ نہ کسی خاص مذہب کی مخالفت کرتا ہے اور نہ حمایت۔ مگر ترکی میں مصطفیٰ کمال اتاترک نے جس سیکولرزم کی داغ بیل ڈالی، اس میں سرکار کا کوئی مذہب تو نہ تھا مگر اس نے ترکی میں اسلام اور اسلامی تہذیب وثقافت جس نے بوریہ نشیں ترکوں کو صحرا اور بیاباں سے اٹھا کر دنیا کی سیادت و امامت عطا کردی تھی اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی تھیں، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ مگر یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اتاترک نے اپنے آمرانہ تصرف سے ایا صوفیہ کی اوقافی حیثیت کو پامال کرتے ہوئے ۱۹۳۴ء میں اسے ایک میوزیم میں تبدیل کر دیا تھا، جو ایک غیر قانونی بلکہ مجرمانہ حرکت تھی، جس کو ترکی کی عدالت نے کالعدم قرار دے کر اس کی اصل اوقافی حیثیت کو بحال کیا ہے،

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

غرض مغرب جو ترکی میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سیکولرزم کے نام پر تقریباً ایک صدی تک روا رکھے گئے ظلم و بربریت پر چپی سادھے ہوئے تھا اور وہاں ایا صوفیہ کی شکل میں سیکولرزم کا خود تراشیدہ بت نصب کر رکھا تھا اس بت شکنی پر اس کا تلملا اٹھنا تو سمجھ میں آتا ہے، مگر اس پر ہمارے ایک خاص مذہبی حلقے اور لبرلز کی بوکھلاہٹ تعجب خیز بات معلوم ہوتی ہے۔

ایا صوفیہ کی تاریخی اہمیت

ایا صوفیہ محض ایک عمارت نہیں ہے بلکہ وہ دنیا کی متعدد طاقت ور ترین سلطنتوں اور تہذیبوں کے عروج وزوال کی داستانوں کی امین ومحافظ بھی ہے۔ شہر استانبول (قسطنطنیہ) جہاں ایا صوفیہ واقع ہے اسے قسطنطین اعظم نے چوتھی صدی عیسوی میں آباد کر کے ایا صوفیہ کو تعمیر کیا تھا۔ یہ شہر مشرقی رومی / بازنطینی سلطنت کا ایک ہزار سال تک پایہ تخت رہا، بازنطینی سلطنت کا سرکاری مذہب 'مشرقی کلیسا' Eastern Orthodox تھا، جو عیسائیوں کا دوسرا بڑا مذہبی فرقہ ہے۔ لہٰذا ایا صوفیہ کو اس عیسائی فرقہ کی مقدس ترین عبادت گاہ کا رتبہ حاصل ہو گیا۔

۱۲۰۴ء میں چوتھی صلیبی جنگ کے دوران مغربی یوروپی ممالک نے شہر قسطنطنیہ کو تاخت وتاراج کر کے وقتی طور پر بازنطینی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ اور ایا صوفیہ کو مشرقی کلیسا کے بجائے رومن کیتھولک چرچ کے ماتحت کر دیا۔ مگر ۱۲۶۱ء میں بازنطینیوں نے دوبارہ صلیبیوں پر غلبہ حاصل کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی اور ایا صوفیہ کی سابقہ حیثیت کو بحال کر دیا، اس کی یہ حیثیت پندرھویں صدی عیسوی تک جاری رہی۔ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح نے حدیث نبوی ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس شہر کو اپنا پایہ تخت بنایا اور ایا صوفیہ کو اپنے صرف خاص سے خرید کر اسے اسلامی اوقاف میں شامل کر دیا۔ اس طرح بازنطینی سلطنت کا ایک ہزار سالہ دور اقتدار سلطنت عثمانیہ کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ بازنطینی سلطنت کی عظمت اور سطوت کا اصل خاتمہ عثمانیوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ خود صلیبیوں کے ہاتھوں ہو چکا تھا۔

قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے بعد عثمانی سلطنت کو جو عروج اور وسعت حاصل ہوئی، وہ بازنطینی سلطنت کے عہدِ عروج کی وسعت وعظمت سے کئی معنوں میں فائق تھی۔ اور اسے بھی رومی/ بازنطینی سلطنت کی طرح تین براعظموں پر حکمرانی نصیب ہوئی۔ اس طرح شہر استانبول (قسطنطنیہ) کو تقریباً ڈیڑھ ہزار سال سے زائد کے عرصہ تک دنیا کی عظیم ترین حکومتوں کے دارالخلافہ ہونے کا شرف حاصل رہا اور ایا صوفیہ کو اس دوران مذہبی طور پر مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ یہاں پر سب سے اہم بات یہ ہے کہ شہر استانبول اور ایا صوفیہ عیسائیت کے ایام اولیٰ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے ایام خلافت کے امین اور پاسبان بھی رہے ہیں۔ شاید استانبول کی اسی اہمیت کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اس شہر کو مسلمانوں کے ذریعہ دو مرتبہ فتح کئے جانے کی خوش خبری دی۔ پہلی فتح وہ تھی جس کو سلطان محمد فاتح نے ۱۴۵۳ء میں انجام دیا تھا۔ لہٰذا احادیث میں قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے لشکر اور اس کے امیر کے لئے بشارتیں وارد ہوئی ہیں (مسند احمد، ۱۸۹۵۷؛ مستدرک حاکم، ۸۳۰۰)۔ قسطنطنیہ کی دوسری فتح قرب قیامت 'ملحمہ کبری' کے بعد واقع ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ (صحیح مسلم، ۲۸۹۷؛ سنن ابی داؤد، ۴۲۹۴) قسطنطنیہ کی اس دوسری فتح کی سب سے اہم خصوصیت احادیث کے مطابق یہ ہے کہ یہ فتح بغیر جنگ وجدال اور خون بہائے ہوئے مسلمانوں کو حاصل ہوگی (صحیح مسلم، ۲۹۲۰؛ مستدرک حاکم، ۸۴۶۹)۔ لہٰذا ان تمام اعتبارات سے مسجد ایا صوفیہ کی بازیابی کافی اہمیت کی حامل ہے، جو صرف ترکی کے لئے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے لئے بھی کافی اہم اور ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆ ☆ ☆

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتابیں اپنے آباء کی

اکابرین اسلام کے تحریری کارناموں پر مشتمل ایک سلسلہ

صاحب کنز العمال شیخ علی متقی برہان پوری

مطیع الرحمٰن عوف ندوی 9794714117

شیخ علی متقی دنیائے علم وفن کے ایسے درخشاں آفتاب و ماہتاب تھے جن کے علم کی روشنی سے نہ صرف برصغیر بلکہ بلاد عرب بھی منور ہوئے، انہوں نے ہندوستان میں پرورش پائی اور مکہ معظمہ میں سکونت ختیار کی، اور علم وفن کی ایسی گراں مایہ گہرباریاں کیں کہ ہندوستان کا سرفخر وعظمت سے بلند ہوگیا، انہوں نے محض تصنیف وتالیف اور تعلیم وتعلم کو ہی اپنی زندگی کا وطیرہ نہ بنایا بلکہ اصلاح وارشاد اور تصوف وسلوک کی ایسی بساط بچھائی کہ عرب وعجم کے علماء اس بحر ناپیدا کنار سے خوب سیراب ہوئے، ان کی کتاب کنز العمال ایک ایسا شاہ کار ہے جس کا ڈنکا پوری دنیا میں بجتا ہے اور لوگ اسے سرمہ قلب و جان بناتے نظر آتے ہیں، حتیٰ کہ تاریخ شاہد ہے کہ سلطان وقت بھی شیخ علی متقی کے مقام ومرتبہ کا اس درجہ قائل ہوتا ہے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت کی جلد اول میں رقم طراز ہیں:

یہی کیفیت شیخ علی المتقی کی تھی جو ملا احمد بن طاہر کے استاذ تھے، محدث دہلوی شیخ عبدالحق نے اخبار میں لکھا ہے کہ گجراتی سلطان بہادر خاں مدت العمر اس آرزو میں رہا کہ شیخ متقی اس کے شاہی محل سرا کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سعادت اندوزی کا موقعہ دیں، لیکن آرزو پوری نہیں ہوتی تھی، وقت کے قاضی عبداللہ المسندی کو بادشاہ نے تیار کیا کہ کسی طرح سمجھا بجھا کر ایک ہی دفعہ سہی شیخ کو شاہی کوشک میں لے آئیں، المسندی بڑی جدوجہد کے بعد کامیاب ہوئے، مگر شیخ نے شرط کردی تھی کہ بادشاہ کے ظاہر یا باطن میں اگر کوئی اجنبی غیر اسلامی عنصر نظر آئے گا تو میں خاموش نہیں رہ سکتا، برسر دربار ٹوک دوں گا، شرط منظور کر لی گئی۔ شیخ سے بادشاہ نے کہلا بھیجا ''ملازماں ہر چہ دانند بگویند وبکنند'' شیخ تشریف لائے اور جو جی میں آیا، گجرات کے اس بادشاہ کے منہ پر فرماتے چلے گئے، محدث دہلوی نے لکھا ہے ''نصیحتے کہ بائست کرد'' اور اٹھ کر چلے آئے۔

اس کے بعد کیا ہوا، اِس زمانہ کے مولوی کے سینے میں حوصلہ ہے جو یہ سن سکتا ہے، فرماتے ہیں، لاکھ دولاکھ نہیں ''یک کروڑ تنکہ گجراتی فتوح فرستاد'' (ایک کروڑ گجراتی تنکہ نذرانہ بھیجا) واللہ اعلم گجراتی تنکہ کی کیا قیمت تھی، تاہم وہ تنکہ ہی تھا، روپیہ سے کیا کم ہوگا، اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ نہیں بلکہ میرے نزدیک تو ہم جیسوں کے لئے یہ دل دہلا دینے والا شرم سے گردنوں کو جھکا دینے واقعہ ہے کہ:

''آں مبلغ یک کرور تنگہ گجراتی را بہ تمام بقاضی عبداللہ المسندی مذکور دادند''۔

ایک کروڑ گجراتی رقم پوری کی پوری قاضی عبداللہ

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

المسندی کو بخش دی۔

دنیا کے بادشاہ نے جو کچھ بھی بھیجا تھا، دین کے بادشاہ نے اس کو پھر اسی کے ملازم کے حوالہ کردیا فرمایا کہ:

''ایں فتوح بہ توسل اوآمدہ است پس مستحق اوہمون است''۔

شیخ علی المتقی کی اس رفعت شان کو ملاحظہ فرمایئے اوراس کے ساتھ شیخ محدث کے الفاظ:''بدست خود سیاہی راست می کردند'' کے عمل پر غور کیجیے، سوچئے کہ علم کے خدمت گاروں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفاداروں نے چلنے والوں کے لئے کیسے عجیب وغریب نمونے چھوڑے ہیں۔رَزَقَنَا اللّٰہُ اِتِّبَاعَھُمْ

شیخ علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں تو اس اشاعت ونشر کتب کے متعلق اس سے بھی زیادہ نادرہ کاریاں نظر آتی ہیں، اخبارالاخیار ہی میں ہے اور اس لیے یہ شہادت زیادہ قابل توجہ ہے کہ شیخ محدث نے اس واقعہ کو علی المتقی کے براہِ راست تلمیذ وخلیفہ شیخ عبدالوہاب سے بگوش خود مکہ معظّمہ میں سنا ہے ۔ شیخ علی متقی کا عموماً دستور تھا کہ وہ ہند سے حجاز اور حجاز سے ہند آتے جاتے رہتے تھے۔ گوآخر میں ان کا مستقل قیام مکہ معظّمہ میں ہوگیا تھا، عرب میں بیٹھ کر من جملہ دیگر تعلیمی وتدریسی ،تصنیفی وتالیفی ، ارشادی وتذکیری خدمات کے علم کی خدمت کی ایک صورت یہ بھی نکالی تھی کہ

''کتابہا از دیار عرب مفید وکمیاب بہم می رسید نسخ متعددہ از واستکتاب فرمودہ بہر کس می دادند''

یعنی نادر اور کمیاب مفید مخطوطات کو صرف اپنے ہی لیے نہیں بلکہ یوں بھی ان کے متعدد نسخے نقل کرواتے اور جو بھی ضرورت مند ہوتا، اسے یہ چیز تحفۃً عطا فرماتے اوراس سے بھی عجیب تر ان کا یہ طرزِ عمل ہے کہ:

''وبہ بلاد دیگر کہ آں کتاب درانجا وجود نہ داشت می فرستادند'' اور دوسرے شہروں میں جہاں یہ کتاب نہ ہوتی بھیجتے

وہ آگے لکھتے ہیں:

خیال کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کا ایک عالم ام القری قُبّۃ الاسلام میں مستقل قیام کرکے اس کام کو انجام دیتا ہے کہ جن جن ملکوں میں جن مصنفین کی کتابیں نہیں پہنچی ہیں، انہیں نقل کراتا ہے اور بغیر کسی معاوضہ کے وہاں ان کتابوں کو بھیجتا ہے، کیا ایسی صورت میں شیخ اپنے وطن ہی کو بھول جاتے ہوں گے ، میرے نزدیک تو ہندوستان میں نوادر کی فراہمی کا بڑا ذریعہ حضرت شیخ کا یہ طرز عمل بھی ہوگا، خدانے عمر بھی کافی دی تھی۔ لکھتے ہیں کہ ''نود سال زیست'' (نوے سال زندہ رہے) ہر سال اسلامی ممالک سے حجاج کے قافلے عرب پہنچتے تھے، ان کی عظمت کا آفتاب اس وقت سمت الراس پر چمک رہا تھا ،کنز العمال (احادیث نبویہ کا جودائرۃ المعارف ہے)اس کی تالیف نے ساری دنیائے اسلام میں ان کا غلغلہ بلند کردیا تھا، ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک سے ''للسیوطی منۃ علی العالمین وللمتقی منۃ علیہ'' (یعنی سیوطی کا احسان تو دنیا پر ہے اور سیوطی پر شیخ متقی کا احسان ہے) کی تاریخی سندان کو مل چکی تھی، اس لیے فتوحات بھی کافی ہوتے تھے، لیکن ان فتوحات کا ایک بڑا مصرف کتابوں کی نشر واشاعت کا یہی ذوق تھا۔

(ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت جلداول ص ۱۲۳تا۱۲۶)

ولادت : شیخ علی متقی کے آباء واجداد کا وطن شیراز ہند جون پور تھا مگر ان کی ولادت سے قبل ان کا خاندان برہان پور منتقل ہوگیا تھا، یہیں ۸۸۸ھ میں شیخ کی ولادت ہوئی، علی نام تھا

پی۔ڈی۔ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اور علاء الدین لقب تھا، نسب نام اس طرح ہے: علی بن حسام الدین بن عبدالمطلب بن قاضی خاں، آخر میں وہ مکہ معظّمہ چلے گئے اور بیت اللہ کے جوار میں قیام پذیر ہوئے، مکہ معظّمہ جانے سے قبل وہ ملتان گئے، مکہ معظّمہ سے کئی بار ہندوستان تشریف لائے، پہلی بار وہ سلطان بہادر کے زمانہ میں گجرات وارد ہوئے اس کے بعد بادشاہ کا بھتیجا محمود شاہ دوم تخت نشیں ہوا جس کے عہد میں دوبارہ ہندوستان تشریف لائے، مکہ مکرمہ میں ان کی مجلس ظاہری و باطنی علوم کا سرچشمہ تھی، مولانا ضیاء الدین اصلاحی تذکرۃ المحدثین میں تحریر کرتے ہیں۔

مکہ میں ان کی مجلس درس ظاہری و باطنی علوم کا سرچشمہ تھی، شاہ عبدالحق محدث دھلوی تحریر فرماتے ہیں:

وبآ ثار اضافت علوم دینی وافاضت معارف یقینی مستنیر ومستفید ساخت

انہوں نے دینی علوم اور یقین ومعرفت سے ایک عالم کو منور وفیض یاب کیا

طالبین کا جم غفیر ان کے بحر علم ومعرفت سے سیراب ہونے کے لئے ہر وقت ان کی خدمت میں موجود رہتا تھا، شیخ عبدالوہاب شعرانی مکہ میں ان کی قیام گاہ پر طلبہ کی کثرت اور سالکین کے ہجوم کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ مجھے اپنے گھر لوا گئے تو میں نے درویشوں اور طالبین کی ایک جماعت دیکھی جو ان کے گھر کے اردگرد صحن کے کناروں پر بنے ہوئے جھونپڑوں میں رہتی تھی، ہر درویش کے لئے ایک ایک جھونپڑا تعمیر کیا گیا تھا، جس میں وہ یاد الٰہی میں مشغول رہتا تھا، کچھ لوگ تلاوت کرتے نظر آئے، بعض ذکر وفکر میں لگے ہوئے تھے، چند لوگ مراقبے میں تھے، اور بعض حضرات علمی مطالعہ میں منہمک تھے، میں نے مکہ میں اس سے اچھا اور بہتر منظر نہیں دیکھا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا حلقۂ درس اور دائرہ فیض کتنا وسیع تھا اور ان کا گھر دینی علوم کی تحصیل کرنے والوں اور سلوک وتصوف کے طالبین کا مرکز بنا ہوا تھا۔

ان کے درس کا انداز بہت باوقار تھا، وہ متانت اور سنجیدگی سے مجلس درس میں رونق افروز ہوتے تھے ان کے شاگرد شیخ عبدالوہاب متقی کا بیان ہے کہ:

اگر مجلس درس میں حاضرین میں باہم کوئی بحث چھڑ جاتی تب بھی وہ خاموش رہتے اور بلاضرورت ایک فقرہ بھی زبان سے نہیں کہتے تھے ہاں جب ضرورت محسوس کرتے تو بقدر ضرورت کچھ ارشاد فرما دیتے۔

(تذکرۃ المحدثین ۹۰)

شیخ علی متقی بلند پایہ محدث تھے، ان کی بے شمار تصنیفات ہیں، لیکن کنز العمال کی وجہ سے چہار دانگ عالم میں ان کی شہرت ہوئی اور لوگ دور دراز سے استفادہ کے لئے ان کے پاس آتے، تذکرہ نگاروں نے انہیں المحدث لکھا ہے انہوں نے اپنے زمانہ کے کبار محدثین سے اس فن کی تحصیل کی تھی اور خود ان کے درس حدیث سے بے شمار لوگوں کو فیض پہنچا، فن حدیث سے مدت العمر ان کا اشتغال رہا، اور سن رسیدگی میں جب قویٰ مضمحل ہوگئے، ضعف کا غلبہ ہوگیا اس وقت بھی کتب حدیث کی مراجعت، مقابلہ، تصحیح اور تصنیف وتالیف میں شب وروز منہمک رہتے تھے، اس لئے فن حدیث پر ان کی نظر نہایت وسیع اور گہری تھی، اور اس فن کے نکتوں اور باریکیوں سے انہیں مکمل واقفیت تھی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کے اشتغال اور اس میں مہارت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وہ سنن واحادیث نبویؐ کے تتبع میں آخر عمر تک مشغول رہے، ایام پیری میں جب کہ بہ تقاضائے عمر جنبش کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا، وہ شب وروز کتب احادیث کی تالیف وتصحیح اور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مقابلہ کے کام میں منہمک رہتے تھے، لوگ بیان کرتے ہیں کہ دقائق کے فہم ومعرفت اور معانی ونکات کے استنباط و استخراج میں ایسے بلند درجہ پر فائز تھے کہ ماہرین اور علمائے فن بھی حیرت وتحسین ظاہر کئے بغیر نہیں رہتے تھے، شیخ ابن حجر مکی کو جو اپنے زمانہ میں مکہ کے بڑے فقہاء وعلماء میں شمار کئے جاتے تھے اور ابتدا میں شیخ علی متقی کے استاد بھی تھے اگر کسی حدیث کے مفہوم میں تردد وتامل ہوتا تو شیخ کے یہاں کہلا بھیجتے کہ جمع الجوامع کی تبویب میں اس حدیث کو کس باب میں رکھا ہے تاکہ اس نشان دہی کے بعد قرینہ وقیاس سے انہیں حدیث کا مطلب اخذ کرنے میں آسانی ہو (بحوالہ اخبار الاخیار ۲۴۲)

شیخ علی متقی علم وفن کے بحر ناپیدا کنار اور یکتائے روزگار تھے، اصول وفروع اور معقولات ومنقولات میں دسترس رکھتے تھے، تذکرہ نگاروں نے ان کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ آزاد بلگرامی فرماتے ہیں:

”مکہ معظمہ کے عوام وخواص ان کے غیر معمولی فضل و کمال کے معترف تھے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں:

ان کے دور کے تمام اکابر ومشائخ کو ان کے کمال فضل کا اعتراف تھا۔“

محی الدین عیدروسی لکھتے ہیں:

علماء میں جو ان سے ملتا اور جس سے یہ خود ملتے وہ ان کی مدح وتصنیف میں رطب اللسان رہتا۔

چنانچہ ان کی اسی عظمت کی بنا پر علامہ فاکہی نے القول النقی فی مناقب المتقی کے نام سے ایک مستقل رسالہ میں ان کی سیرت حمیدہ اور ریاضت عظیمہ کا ذکر کیا ہے، اور اس میں انہوں نے تحریر کیا ہے، کہ ”ہمارے شیخ کا نام علی اور لقب متقی واقعی اسم بامسمیٰ اور ان کے عظیم درجہ ومرتبہ کا آئینہ دار ہے۔

رودِ کوثر کے مصنف شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں۔

”شیخ علی متقی نے سو سے زیادہ کتابیں لکھیں آپ کی زیادہ دلچسپی علم حدیث اور تصوف سے تھی، لیکن آپ نے معاصرانہ بے اعتدالیوں پر بھی بڑی توجہ دی۔“

آپ کے شاگردوں میں دوسرے اکابر علماء کے علاوہ مشہور محدث محمد بن طاہر پٹنی گجراتی تھے، جنھوں نے اپنے استاد کی متابعت میں مخالفت بدعت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی اور بالآخر اسی کوشش میں شہید ہوئے (رودکوثر ۳۵۴)

شیخ علی متقی تصنیف وتالیف کے علاوہ اصلاح وارشاد کے عظیم منصب پر فائز تھے اور ایک خلق نے اس باب میں ان سے بھرپور استفادہ کیا، چنانچہ ان کے استاد شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی جو مکہ کے مفتی، بلند پایہ فقیہ اور مشہور عالم تھے، ابتدا میں شیخ علی نے ان سے کسب فیض کیا مگر یہ خود شیخ علی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے، مولانا آزاد بلگرامی کا بیان ہے:

شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم وصاحب صواعق محرقہ در ابتدائے حال استاد شیخ بود، آخر خود را تلمیذی خواند ورسم ارادت بجا آورد وخرقۂ خلافت پوشید

شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم وصاحب صواعق محرقہ ابتدا میں شیخ کے استاذ تھے مگر آخر ارادت کی رسم بجالائے اور شیخ سے خرقہ خلافت بھی پہنا۔ (مآثر الکرام، ج ۱/ ص ۱۹۳)

اس کے علاوہ شیخ بہت سے اوصاف وکمالات سے متصف تھے، جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں، شیخ نے ۲/ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ کو منگل کے دن طلوع سحر کے وقت مکہ معظمہ میں وفات پائی، اس وقت عمر تقریبا ۹۰ (نوے) برس تھی، اور معلاۃ میں ایک پہاڑ کے دامن میں حضرت فضیل بن عباسؓ کی قبر کے بالمقابل دفن ہوئے۔

شیخ کی تصنیفات بے شمار تھیں، چند اہم تصنیفات کی فہرست گذشتہ مضمون میں دی جاچکی ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لاک ڈاؤن کی مثالی شادیاں

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

پچھلے تین ساڑھے تین ماہ سے کرونا وائرس کے سبب عام زندگی مفلوج ہوکر رہ گئی ہے، لاک ڈاؤن نے پس ماندہ اور غریب طبقے کو ہر طرح سے قلاش و تہی دست کردیا ہے، تعلیم و تدریس سمیت بہت سے اجتماعی کام یا تو مکمل طور پر بند ہیں یا انہیں محدود و مختصر کردیا گیا ہے، ان سب کے باوجود بہ حیثیت مومن ہمارا ایمان ہے کہ اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے، نیز اللہ پاک حکیم ہیں اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے، ایک موقع پر جہاد و قتال کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کو تم پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ اور اللہ ہی خوب جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ (البقرۃ) اس آیت کریمہ کے عموم سے معلوم ہوا کہ خیر وشر کا حتمی و یقینی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، بندہ کسی چیز کے سلسلے میں قطعیت کے ساتھ کوئی حکم نہیں لگا سکتا؛ بل کہ بسا اوقات ہم کسی چیز کو اپنے حق میں بہتر گمان کرتے ہیں اور وہ ہمارے لیے مضر ثابت ہوتی ہے، واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کی حکمت جانتا ہے ہم نہیں جانتے۔

جہاں ایک طرف لاک ڈاؤن اور عمومی بندش کے بہت سے منفی پہلو سامنے آئے، وہیں اس کا ایک مثبت پہلو یہ بھی نظر آیا کہ اسراف وفضول خرچی، دکھاوے اور خودنمائی پر مشتمل لمبی چوڑی تقریبات مختصر ہوگئیں، شادیوں کی متعدد رسومات کو محدود کردیا گیا سینکڑوں ولیمے خواہی نہ خواہی سادگی کے ساتھ نمٹانے پڑے، جوں ہی ملکی سطح پر حکومت کا یہ اعلان آیا کہ کسی بھی اہم تقریب میں صرف پچاس افراد ہی شرکت کے مجاز ہوں گے؛ جب کہ حکم کی خلاف ورزی پر جرمانہ عائد کیا جائے گا، تو عوام کی اکثریت نے عافیت اسی میں محسوس کی کہ سیدھے سادھے انداز میں نکاح اور ولیمے کی تقاریب منعقد کرلی جائیں؛ تاکہ حکومتی بازپرس کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

خود ہمارے قرب وجوار اور دوست واحباب کے درمیان نکاح کے ایسے خوشگوار واقعات پیش آئے جن میں دولہے کے ساتھ چند افراد لڑکی والوں کے گھر گئے اور نہایت سادگی کے ساتھ نکاح کی سنت کو تکمیل تک پہنچا آئے۔ دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں رہی جنہوں نے 4-5/افراد کی موجودگی میں نکاح تو پڑھوا لیا؛ مگر لڑکی والوں سے جہیز کے ساتھ ساتھ نقد رقم وصول کرنے میں کوئی شرم وعار محسوس نہیں کی۔

نکاح قانون فطرت ہے

نکاح آسانی کے ساتھ پوری ہونے والی ایک فطری ضرورت ہے؛ جس پر بے جا خواہشات کا بوجھ لاد کر معاشرے میں مشکل ترین بنادیا گیا ہے۔ اللہ نے انسان کو پیدا فرما کر اسے دو جنسوں (مرد عورت) میں تقسیم فرمایا اور دونوں میں ایک دوسرے کے لیے طبعی میلان پیدا کیا، تاکہ یہ میلان دونوں کو ایک دوسرے سے قریب کردے اور یہ قربت نسل انسانی کے فروغ کا ذریعہ بن سکے، مرد عورت دونوں ایک دوسرے کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے، اللہ پاک نے ان میں ایسا فطری جذبہ رکھا ہے جوان کو ایک ہونے پر مجبور کرتا ہے اور یہ جوڑا آپ ہی آپ خاندان، معاشرے اور آبادی کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ پھر خالق ہستی نے یہ فطری میلان کسی مخصوص خطے یا کسی خاص مخلوق میں پیدا نہیں کیا؛ بلکہ تمام مخلوقات میں پیدا فرمایا جن میں انبیاء جیسی مقدس ہستیاں، صحابہ، تابعین، ائمہ، صوفیاء، بزرگان دین، علماء، مسلم غیر مسلم،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

چوپائے، چرند پرند، درندے اور سمندری مخلوقات سب شامل ہیں مرد عورت کا ایک دوسرے کی جانب میلان کوئی اچھنبے کی بات نہیں؛ بلکہ عین فطری عمل ہے، اسلام نے اس معاملے میں یکسر پابندی نہیں لگائی، اگر ایسا ہوتا تو اسلام اور فطرت کا آپس میں تضاد ہوجاتا، حالانکہ اسلام مکمل فطری تعلیمات پر مشتمل دین ہے اوران تمام امور کی تائید کرتا ہے جوفطرت کو مدنظر رکھتے ہوں اور اپنے ماننے والوں سے کوئی ایسا مطالبہ نہیں کرتا جس سے فطری ضروریات کو کچلنا لازم آتا ہو۔ یقیناً فطری جذبات کو مسترد کرنا کبھی خیر کا ذریعہ نہیں بن سکتا، جب کبھی ایسی کوشش کی گئی تو اس کا بدترین ردعمل دیکھنے میں آیا۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نکاح ایک متقی پرہیز گار اور مناجات میں مصروف شخص کے لیے بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی اور کے لیے؛ کیونکہ فتنے کا شکار ہونے کی حیثیت سے دونوں برابر ہیں، شیطان جس کا کام "یوسوس فی صدور الناس" ہے، وہ ہمیشہ شیطانی خیالات کے ذریعے بہلاتا رہتا ہے، اوران خیالات سے نماز جیسی عبادت میں بھی مفر نہیں، امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنی اہلیہ کی وفات کے دوسرے ہی روز نکاح فرمالیا تھا، یقیناً امام صاحب پاکیزہ دل دماغ کے حامل نیک سیرت انسان تھے؛ لیکن شیطانی وساوس سے بچاؤ کا سامان کرنا بہرحال ایک سنت ہے، جس کی بناپر عبادات اور معمولات میں یکسوئی آجاتی ہے۔

تقریبات میں اعتدال

خوشی کے مواقع پر اعتدال کے ساتھ خوشی منانے پر شریعت نے کوئی پابندی نہیں لگائی اور کیونکر لگائے گی؛ جب کہ اسلام افراط وتفریط سے پاک ایک اعتدال پسند دین ہے؛ جو ہر چیز میں میانہ روی کو پسند کرتا ہے، اسلامی نظام کوئی بے نور اور خشک نظام نہیں؛ جس میں تفریحِ طبع کی کوئی گنجائش نہ ہو؛ بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو روبہ عمل لانے والا کامل دین ہے، اس میں نہ تو خودساختہ "رہبانیت وعزلت گزینی" کی گنجائش ہے، نہ ہی بے کیف وبے ہنگم زندگی بسر کرنے کی اجازت۔

خوشی ومسرت کے موقع پر جائز حدود وقیود میں رہتے ہوئے تقریب منعقد کرنا اسلام میں جائز و مستحسن ہے؛ ایسی تقریب جو سنت سے ثابت ہو، اسلاف سے منقول ہو، جس میں کسی کی دل آزاری نہ ہو، کسی کے ساتھ ظلم وناانصافی نہ ہو، بے جا تکلفات نہ ہوں، غیرمعمولی اخراجات نہ ہوں، مختلف رسوم و رواج نہ ہوں؛ بل کہ فرائض وواجبات کا التزام، حقوق وآداب کا اہتمام اورایک دوسرے کا مکمل احترام ہو۔

نکاح میں سادگی کے نمونے

ہمارے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں، آپ ﷺ کی پیاری بیٹیوں کا نکاح اور صحابہ کرام کا نکاح نمونہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی چار صاحب زادیوں کی شادی کی، ان میں سے امّ کلثوم اور حضرت رقیہ کو کسی قسم کا جہیز دینا ثابت نہیں ہے، البتہ حضرت زینب کو حضرت خدیجہؓ نے ایک ہار دیا تھا، جو جنگ بدر میں حضرت زینب نے اپنے شوہر ابوالعاص بن ربیع کو چھڑوانے کے لیے بطور فدیہ بھجوایا تھا، جسے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کے بعد واپس بھجوایا۔ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ نے مہر میں ایک ڈھال دی تھی، جسے فروخت کرکے رسول ﷺ نے حضرت فاطمہ کو گھر کا ضروری سامان پانی کا مشک، تکیہ اور چادر بنوا کردیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار چوٹی کے مالدار صحابہؓ میں ہوتا تھا، دولت ان پر برستی تھی، مکے سے خالی ہاتھ آئے تھے؛ لیکن جب ان کے انصاری بھائی حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال ان کو پیش کیا تو انہوں نے ان کی اس پیشکش کو قبول کرنے سے معذرت کر لی اور دعا دیتے ہوئے کہا کہ مجھے بازار کا راستہ بتادیجئے۔ یوں انہوں نے مدینہ منورہ میں تجارت کا آغاز کیا جو کہ بعد ازاں اتنی وسعت اختیار کرگئی کہ ان کا تجارتی مال سینکڑوں اونٹوں پر لدکر باہر جاتا اور اسی

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

طرح باہر سے آتا۔ تجارت کے علاوہ زراعت بھی وسیع پیمانے پر کیا کرتے تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ دولت کے ساتھ ساتھ دل کے بھی غنی تھے۔ اپنی دولت راہ خدا میں بے دریغ خرچ فرمایا کرتے تھے۔ ابن اثیر کے مطابق حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار چالیس چالیس ہزار دینار راہ خدا میں وقف کئے۔ ایک مرتبہ جہاد کے موقع پر پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ حاضر کئے۔ سورۃ براءۃ کے نزول کے موقع پر چار ہزار درہم پیش کئے، ایک مرتبہ اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں فروخت کی اور یہ ساری رقم فقراء، اہل حاجت اور امہات المؤمنین میں تقسیم کردی، ایک مرتبہ شام سے تجارتی قافلہ لوٹنے پر رسول اکرم ﷺ کا یہ قول سنا کہ عبد الرحمن ابن عوفؓ جنت میں گھسٹتے ہوئے داخل ہوں گے تو پورا قافلہ راہ خدا میں وقف کردیا ایک اور موقع پر ایک زمین چالیس ہزار دینار میں حضرت عثمان غنیؓ کو فروخت کر کے وہ رقم بھی راہ خدا میں وقف کردی۔ اس کے علاوہ اپنی زندگی میں ہزاروں غلام اور لونڈیوں کو آزاد کیا۔

یہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی دولت کا سرسری جائزہ ہے، جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ وہ اپنے وقت کے کروڑ پتی انسان تھے، اتنے بڑے رئیس نے اپنی تمام تر دولت وثروت کے باوجود نکاح کیا تو اتنی سادگی سے کہ نبی اکرم ﷺ کو بھی اطلاع نہ ہوئی۔

مشہور صحابی اور بارگاہِ رسالت کے خادم خاص سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمیؓ فرماتے ہیں: میں رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا، ایک مرتبہ رسولِ کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم نکاح کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: ایک تو یہ کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، دوسرا یہ کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی چیز آپ کی خدمت گزاری میں رُکاوٹ کا سبب بنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی (کچھ عرصہ بعد) پھر وہی سوال کیا۔ میں نے بھی جواب میں وہی بات عرض کردی۔ میں نے سوچا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں کہ دُنیا و آخرت میں میرے لئے کون سی چیز بہتر ہے؛ لہٰذا اگر اب کی بار رسولِ کریم ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تو میں ضرور نکاح کرلوں گا۔ چنانچہ، جب تیسری بار آپ نے ارشاد فرمایا: تم نکاح کیوں نہیں کرتے؟ تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ جس سے چاہیں میرا نکاح فرمادیں! آپ ﷺ نے مجھے انصار کے ایک قبیلے کے پاس بھیجا کہ اُن سے جا کر کہنا، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اِس لئے بھیجا ہے کہ تم اپنے خاندان کی فلاں لڑکی سے میرا نکاح کردو۔ چنانچہ میں نے جا کر اُنہیں یہ پیغام سُنایا تو انہوں نے خوش آمدید کہا اور میری بہت عزت کی اور میری شادی کردی، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کے ذریعہ ادائیگی مہر کے لیے گٹھلی بھر سونے کا اور ولیمہ کے لیے ایک فربہ مینڈھے کا انتظام بھی فرمادیا۔ (مسند احمد)

نکاح میں سادگی کے حوالے سے عہد نبوی کے یہ زریں واقعات ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں، بہ شرطیکہ ہم سچے ایمان والے اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے متبع ہوں۔ ہم ان سیدھی سادی مختصر تقریبات کو محض چند ماہ کی وقتی مجبوری سمجھنے اور بارِ خاطر کے ساتھ انہیں انجام دینے کے بجائے نبی پاک ﷺ کی سنت اور حکم شریعت سمجھ کر خوش دلی کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کریں، بالخصوص آپ ﷺ کے ان دو ارشادات کو پیش نظر رکھیں!

۱) بلاشبہ سب سے بابرکت نکاح وہ ہے؛ جس میں مصارف کم سے کم اور آسانیاں زیادہ سے زیادہ ہوں۔ (نیل الاوطار)

۲) سب سے بابرکت خاتون وہ ہے؛ جس کا مہر ادا کرنے کے اعتبار سے آسان ہو۔ (مستدرک حاکم)

چناں چہ کچھ مدت کے بعد جب وبائی مرض تھم جائے گا تو حکومتی پابندیاں بھی ختم ہوجائیں گی؛ مگر ہم تہیہ کرلیں کہ چاہے جو ہوجائے شریعت وسنت کے مطابق اپنی تقاریب منعقد کریں گے، بے جا اسراف وفضول خرچی سے اجتناب کریں گے، رسوم ورواج کے بندھنوں سے خود کو آزاد کریں گے اور لڑکی والوں پر کسی بھی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ڈالیں گے۔

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسجد

مقامِ عبادت بھی، مرکز خدمت بھی

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

مسجد مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کا مرکز و محور ہے، اس کی حیثیت 'پاور ہاؤس' کی سی ہے، جہاں سے انھیں 'انرجی' حاصل ہوتی ہے، مسلم معاشرہ میں مسجد کا وہی مقام ہے جو انسانی جسم میں دل کا ہوتا ہے۔ جب تک دل صحیح سلامت رہے، جسم بھی متحرک رہتا ہے، لیکن اگر دل کسی مرض کا شکار ہوجائے تو جسم پر بھی پژمردگی چھا جاتی ہے۔قرآن و حدیث میں مسجد کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اس کی تعمیر کرنے اور آباد رکھنے کو ایمان کا تقاضا قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو مدینہ پہنچنے سے پہلے چند روز 'قبا' نامی مضافاتی بستی میں قیام کیا، اس موقع پر آپ نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی، پھر مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں جن کاموں پر آپ نے سب سے پہلے توجہ دی ان میں سے ایک 'مسجد کی تعمیر' تھی۔ آپؐ نے مسجد کے لیے ایک زمین قیمت ادا کرکے حاصل کی، اسے ہموار کروایا، پھر اس پر مسجد تعمیر کرائی اور صحابہ کرام نے پورے جوش وخروش کے ساتھ اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یہی وہ مسجد نبوی ہے جو پوری دنیا کے مسلمانوں کا مرکز عقیدت و محبت بنی ہوئی ہے۔

مسجد کو اسلام کے تصور عبادت میں اہم مقام حاصل ہے۔ اسے اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔اس لیے کہ اس میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، اس کے سامنے سر جھکایا جاتا ہے، اسے یاد کیا جاتا ہے اور اس کی اطاعت و بندگی کا عہد کیا جاتا ہے۔مسجد مسلمانوں کی روحانی تربیت کا مرکز ہے۔ وہاں سے وہ روحانی اور اخلاقی ٹریننگ حاصل کرکے میدانِ عمل میں اترتے ہیں۔ جس طرح ایک فوجی کے لیے مقررہ اوقات میں چھاؤنی میں حاضری ضروری ہوتی ہے، اسی طرح ہر مسلمان کے لیے مسجد میں دن و رات کے پانچ اوقات میں باجماعت نماز کے لیے حاضری لازمی قرار دی گئی ہے، ساتھ ہی مسجد سے مسلمانوں کے تمام تہذیبی و تمدنی، تعلیمی و ثقافتی، معاشرتی و معاشی امور میں رہ نمائی کا کام بھی انجام دیا جاسکتا ہے، مسجد کا یہ فعال کردار ابتدائی صدیوں میں جاری وساری رہا۔ چنانچہ وہیں سے مسلمانوں کے تمام اجتماعی معاملات سرانجام دیئے جاتے تھے، مثلاً دینی تعلیم کا نظم کیا جاتا تھا، فقراء و مساکین کو قیام کی سہولت فراہم کی جاتی تھی، صدقات جمع کرکے مستحقین میں تقسیم کئے جاتے تھے اور دیگر رفاہی کام انجام دیئے جاتے تھے، اجتماعی کاموں کی منصوبہ بندی کی جاتی تھی، یہاں تک کہ جہاد کی تیاری کی جاتی تھی، ان تمام کاموں کا تذکرہ حدیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے، بعد میں مسجد کی یہ حیثیت باقی نہ رہی اور اس سے امت کا رشتہ کمزور ہوا تو اس کی عظمت و وقار میں بھی کمی آتی گئی اور مختلف پہلوؤں سے اس میں فساد پیدا ہوگیا۔امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کو وہی مقام دیا جائے جو اسے اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں اور ابتدائی صدیوں میں حاصل تھا۔معاشرہ کی اصلاح کا مرکز بنایا جائے تو بہت سی خرابیوں کو دور کیا جاسکتا ہے اور بہت سے اچھے کام انجام دیئے جاسکتے ہیں۔

اس سلسلے میں اولین توجہ کا مستحق یہ کام ہے کہ مسلم عوام کو مسجد سے جوڑنے کی کوشش کی جائے، مسلمانوں کے دلوں میں مسجد کا بہت زیادہ احترام پایا جاتا ہے۔کوئی اس کی بے حرمتی کرے یا اسے کچھ نقصان پہنچائے تو وہ آگ بگولہ ہوجاتے ہیں اور اس کے تقدس کی حفاظت کے لیے مارنے مرنے پر تیار رہتے ہیں، لیکن مسجد میں پنج وقتہ حاضری اور باجماعت نماز میں شرکت کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔نماز ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل ہے۔ وہ اللہ کی اطاعت کا اعتراف و اقرار ہے۔عہدِ نبوی میں منافق بھی

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نماز باجماعت میں شرکت کے لیے مسجد میں حاضری ضروری سمجھتے تھے، مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ مسجد سے تعلق اور پنج وقتہ نمازوں کے لیے وہاں حاضری ایمان کی پہچان اور اللہ کی نعمتوں پر شکرانے کی علامت ہے۔

آج کل مسجدوں کا استعمال عموماً صرف پنج وقتہ یا اس کے ساتھ جمعہ وعیدین کی نمازوں کے لیے ہوتا ہے، حالاں کہ انھیں دیگر اصلاحی، تربیتی، سماجی اور رفاہی کاموں کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں چند کاموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

☆ مسجدوں کو مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا مرکز بنایا جاسکتا ہے اور اس سے معاشرتی اصلاح کے کام لیے جاسکتے ہیں۔ جمعہ کی نماز میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد شریک ہوتی ہے۔ اس موقع پر بہت سے وہ لوگ بھی مسجد آتے ہیں جو پنج وقتہ نماز نہیں پڑھتے، یا گھروں، دفتروں یا دوسرے مقامات پر پڑھ لیتے ہیں۔ نماز جمعہ کا لازمی جز خطبہ ہے۔ اسے مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت اور عصری آگہی کے لیے بخوبی استعمال کیا جاسکتا ہے، اس میں دین کے بنیادی عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات، حقوق وفرائض، اخلاقیات اور ضروری احکام ومسائل کی تعلیم تسلسل کے ساتھ دی جائے۔ چوں کہ نماز میں ہر سطح کے لوگ شریک رہتے ہیں اس لیے اسلامی تعلیمات کو عام فہم انداز اور آسان زبان میں پیش کیا جائے ہر مسجد میں قرآن مجید کے درس کا لازماً اہتمام ہونا چاہیے۔ قرآن کتابِ ہدایت ہے، اس میں زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، بہتر ہے کہ قرآن مجید کا درس وہ شخص دے جو صحیح طریقے سے تلاوت کرسکتا ہو اور عربی زبان سے بھی واقف ہو، ایسا شخص موجود نہ ہو تو کوئی بھی تیاری کرکے درس دے سکتا ہے۔ مختلف زبانوں میں قرآن کے ترجمے اور تفسیریں موجود ہیں۔ ان سے مدد لی جانی چاہیے۔ یہ ممکن نہ ہو تو کسی ایک ترجمہ قرآن وتفسیر کو تسلسل کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے، مسجد میں حدیثِ نبوی کی تذکیر کا بھی نظم کیا جانا چاہیے، احادیثِ نبوی حکمت کا خزانہ ہیں، ان سے زندگی کے تمام معاملات میں بھرپور رہ نمائی ملتی ہے۔ مسلم عوام کے سامنے تسلسل کے ساتھ احادیث نبویؐ پیش کی جائیں تو دین سے ان کا تعلق مضبوط ہوگا اور ان کے دلوں میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت بڑھے گی۔ چھوٹے بچوں کی تعلیم وتربیت کا نظم کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، بچے بہت کم عمری میں اسکول جانے لگتے ہیں، جہاں عموماً دینی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہوتا، اس کی تلافی کے لیے ہر شخص اپنے گھر پر ٹیوشن کا انتظام نہیں کرسکتا۔ اس بنا پر زیادہ تر بچے دین کی بنیادی تعلیمات سے بھی بے بہرہ رہ جاتے ہیں۔ اگر ہر مسجد میں بچوں کے لیے مکتب قائم کردیا جائے تو یہ ضرورت بہ خوبی پوری ہوسکتی ہے۔ دینی تعلیم سے محرومی کے نتیجے میں مسلم عوام کی بڑی تعداد دین سے بے بہرہ ہے۔ وہ صحیح طریقے سے قرآن نہیں پڑھ سکتے، نماز اور روزہ کے بنیادی احکام سے ناواقف ہیں اور دین کا صحیح فہم نہیں رکھتے۔ کوشش کی جائے کہ مسجد میں بڑی عمر کے اَن پڑھ لوگوں کی تعلیم کا بھی نظم کیا جائے، مسجد میں عموماً قرآن مجید معرّیٰ (بغیر ترجمہ وتفسیر والا) کے نسخے خاصی تعداد میں ہوتے ہیں اس لیے کہ عوام کا ذہن یہ ہے کہ بغیر سمجھے قرآن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت ہی باعثِ ثواب ہے اور اسے سمجھنے کی کوشش بے سود ہے، جس کا کچھ اجر نہیں، اس ذہنیت کو تبدیل کرنے کی کوشش کے ساتھ اس کی سہولیات بھی فراہم کی جانی چاہییں۔ اس کے لیے مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم اور تفاسیر مسجد میں رکھی جائیں ان کے علاوہ دینی موضوعات پر عام کتابیں بھی فراہم کی جائیں، اس سے لوگوں کو کتابوں کے مطالعے کا موقع ملے گا اور ان کی دینی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

مسجد میں نکاح کی تقریبات کے انعقاد میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے اسے پسندیدہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ مسجد میں انعقادِ نکاح سے کئی فائدے حاصل ہوں گے: نکاح کا اعلان ہوجائے گا، جس کا حدیث میں حکم دیا گیا ہے، بے جا مصارف کی بچت ہوگی، بے ہودہ رسوم اور خرافات سے نجات

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ملے گی اور بابرکت اور روحانی ماحول حاصل ہوگا۔ مسجد میں نکاح کے وقت مناسب ہے کہ مختصر تذکیر کی جائے، جس میں اسلام کی عائلی تعلیمات پیش کی جائیں، زوجین کے حقوق بیان کیے جائیں اور صلہ رحمی کی تلقین کی جائے۔

☆ مسجد کو عرصہ تک سماجی امور کی انجام دہی کے مرکز کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ موجودہ دور میں اس حیثیت کو بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ مسجد کے تحت ایسی سہولیات فراہم کی جا سکتی ہیں جن سے تمام اہلِ محلّہ فائدہ اٹھائیں۔ مثلاً میت کی چار پائی اور اگر قبرستان دور ہو تو میت گاڑی کا بندوبست ہو بسا اوقات میت کو موسم گرما میں کئی گھنٹے رکھنا ہوتا ہے۔ اس کے لیے فریزر بوکس کا انتظام کیا جائے۔ ابتدائی علاج معالجہ کے لیے مسجد کے ایک کمرے میں ڈسپنسری قائم کی جاسکتی ہے، جس میں کسی طبیب کی ہمہ وقتی یا جز وقتی خدمات حاصل ہوں۔ اس میں غریبوں کو مفت دوا دی جائے۔ آج کل کورونا وائرس سے متاثرین کے لیے آکسیجن سلینڈر بنیادی ضرورت بن گئے ہیں۔ ان کی فراہمی کے لیے مسجد کو مرکز بنایا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اگر مسجد وسیع اور کئی منزلہ ہو تو اس کے کچھ حصوں کو حسبِ ضرورت عارضی طور پر 'کورنٹائن سینٹر' میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ان سماجی و رفاہی مصارف کے لیے اصحابِ ثروت کے تعاون سے بجٹ بنایا جائے اور نماز جمعہ کے موقع پر نمازیوں سے عمومی چندہ کیا جائے تو خاطر خواہ رقم جمع ہوسکتی ہے۔

☆ مسلمانوں کے درمیان بعض اختلافات بڑھ کر تنازعات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، یہ تنازعات عائلی زندگی سے متعلق ہوسکتے ہیں اور دیگر معاملات میں بھی۔ انھیں حل کرنے کی تدبیر اگر مسجد کے تحت اختیار کی جائے تو متعدد پہلوؤں سے اس کا فائدہ ظاہر ہوگا۔ یہ ذمہ داری مسجد کی منتظمہ کمیٹی خود لے سکتی ہے، یا اس کے لیے الگ سے ایک تصفیہ کمیٹی کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ اس میں مسجد کے متولی اور امام کے علاوہ محلے کے چند برسرآوردہ لوگ شامل ہوں، جو دین کا علم رکھتے ہوں، کونسلنگ کے فن سے واقف ہوں، قانونی ماہر ہوں اور لوگوں کا بھی ان پر اعتماد ہو۔ اس طرح تنازعات کا فیصلہ شریعت کے مطابق خوش اسلوبی سے ہوگا، فریقین اسے شرح صدر کے ساتھ قبول کریں گے اور ملکی عدالتوں کا چکر لگانے اور گراں بار مصارف سے انھیں نجات ملے گی۔

اصلاحِ معاشرہ کے سلسلے میں مسجد کو مرکز بنا کر انجام دی جانے والی چند سرگرمیوں کا سطور بالا میں تذکرہ کیا گیا۔ اس طرح کے اور بھی کچھ کام تجویز کیے جاسکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسجد صرف پنج وقتہ اور جمعہ وعیدین کی نمازوں کے لیے خاص ہو کر نہ رہ جائے، بلکہ اسے اہلِ محلّہ کی دینی تربیت، اصلاح اور سماجی و رفاہی خدمات کا مرکز بنایا جائے۔ یورپی ممالک میں جو مساجد قائم کی گئی ہیں انہیں مقامِ عبادت کے ساتھ مرکزِ خدمت بھی بنایا گیا ہے، لیکن برِّ صغیر ہند و پاک میں ابھی مساجد کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔ انہیں صرف نمازوں ہی کے استعمال کیا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ موجودہ دور میں تیزی سے بدلتے ہوئے حالات میں مسلمان اپنے روایتی رویوں پر نظر ثانی کریں اور مساجد کا استعمال نمازوں کے علاوہ دیگر اصلاحی، سماجی اور رفاہی کاموں کے لیے بھی کریں۔

اگر اخلاق اچھے ہوں تو پتھر دل پگھلتے ہیں
مخالف کل جو تھے اپنے وہ دیکھو ساتھ چلتے ہیں
صحیح اسلام کو، کردار سے گر ہم بتائیں گے
دلوں میں ان کے ہم اسلام سے قربت جگائیں گے
یقیں ہے ان کے دل میں الفتِ اسلام آئے گی
زمینِ ہند پر دانش اک ایسی شام آئے گی
ادھورے خواب کی اپنے وہی تعبیر کردیں گے
جنھوں نے ڈھائی تھی مسجد وہی تعمیر کردیں گے

جناب اسرار دانش، پوسد، مہاراشٹر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سن 2020 عیسوی عام الحزن

بے شمار اکابر علمائے کرام کی رحلت

اس وقت کثرت سے اس امت کے امام و رہبر اور علمائے کرام دارِ بقا کی طرف منتقل ہو رہے ہیں، اور مسلسل داغ مفارقت دے رہے ہیں، قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت بڑی تیزی کے ساتھ علماء دین کو اٹھالیں گے، آیئے ہم سب مل کر اللہ سے دعا کریں کہ جس طرح علمائے دین کی وفات ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور اپنے فضل و کرم سے ان سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین

(1) فکر نانوتوی کے امین ،رئیس المحد ثین شیخ الحدیث مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری رحمہ اللہ

(2) شیخ الحدیث حضرت مولانا حفظ الرحمٰن کاکوسی رحمہ اللہ

(3) شیخ الحدیث حضرت مولانا وسیم گنگوہی رحمہ اللہ

(4) حضرت مولانا عبدالرحیم فلاحی رحمہ اللہ (اکل کوا)

(5) مصنف جامع الوظائف علامہ ارشد حسن ثاقب لاہور

(6) حضرت مولانا عرفان فیروز پوری رحمہ اللہ

(7) حضرت مولانا احمد صاحب پٹنی رحمہ اللہ

(8) حضرت مولانا یوسف جمیل آندھرا پردیش رحمہ اللہ

(9) حضرت مولانا عبدالوحید گونڈوی رحمہ اللہ

(10) مولانا الیاس مظاہری رحمہ اللہ

(11) جامعہ بنوری ٹاؤن کے قدیم استاد قاری شریف تھانوی رحمہ اللہ

(12) حضرت مولانا موسیٰ قاضی رحمہ اللہ

(13) حضرت مولانا ابوالکلام قاسمی رحمہ اللہ

(14) حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود (لندن) رحمہ اللہ

(15) حضرت مولانا راشد پالن پوری رحمہ اللہ

(16) حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ بودھانیہ سابق استاذ جامعہ اشرفیہ راندیر

(17) شیخ راشد الحقان صاحب رحمۃ اللہ

(18) دارالعلوم بہاول پور کے فاضل مولانا عبدالعزیزؒ

(19) شیخ طریقت مولانا عبدالہادی خلیفہ مجاز مولانا عبد الکریم بیر شریف (کوئٹہ) رحمہ اللہ

(20) مولانا عبدالمہیمن قریشی رحمہ اللہ

(21) خواجہ محمد اسلام صاحب (لاہور) رحمہ اللہ

(22) معروف خطیب مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء لکمالیہ

(23) جامعہ حنفیہ جہلم کے قدیم استاذ قاری عتیق الرحمٰنؒ

(24) تلمیذ بنوری مولانا ہارون عباسؒ (جنوبی افریقہ)

(25) دارالعلوم کراچی کے قدیم استاذ حکیم عزیز الرحمٰنؒ

(26) مفسر قرآن صوفی عبدالحمید سواتیؒ کی اہلیہ محترمہ

(27) مولانا غلام اللہ خان لاہور کے والد صاحب، مولانا صبغت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(28) معروف حنفی محقق مولانا عبدالقیوم رحمہ اللہ

(29) جامعہ بنوریہ ٹاؤن کے قدیم استاذ مولانا قاری نسیم الدین رحمہ اللہ

(30) حضرت صوفی ڈاکٹر عبدالمقیم رحمہ اللہ ناظم یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اخترؒ

(31) حضرت اقدس مولانا محمد نعیم اخترؒ حیدرآباد، خلیفہ اجل حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ

(32) شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤفؒ (راول پنڈی)

(33) مجاہد اہل سنت مولانا عبداللہ قاسمی (لاہور)

(34) قائد برطانیہ مرکزی رہنما جمعیۃ علماء برطانیہ حضرت قاری تصور الحق مدنی رحمہ اللہ

(35) پیر طریقت حضرت خواجہ عزیز احمد بہلوی رحمہ اللہ

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(36)جامعہ نظامیہ بہاول پور کے بانی مہتمم مولانا شمس الدین انصاری رحمہ اللہ

(37)جامعہ بنوریہ کراچی کے بانی، رئیس وشیخ الحدیث مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رحمہ اللہ

(38)مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی رحمہ اللہ، اسلامی اسکالر اور جامعہ دارالعلوم زکریا اسلام آباد کے صدر

(39)یادگار اسلاف قبلہ پیر سید صادق حسین شاہ صاحبؒ راول پنڈی

(40)مانسہرہ کی مشہور علمی شخصیت مولانا شاہ عبدالعزیز شاہؒ

(41) جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی رحمہ اللہ

(42) خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی حافظ صغیر احمد رحمہ اللہ (لاہور)

(43)مولانا محمد یونس ہزاروی رحمہ اللہ

(44)مولانا ناصر شمیم (ٹاؤن شپ، لاہور)

(45)جامعہ ربانیہ ٹوبہ کے مہتمم قاری محمد انور صاحبؒ

(46)جامعہ ربانیہ ٹوبہ کے شیخ الحدیث مولانا سراج الدینؒ

(47)امیر تبلیغی جماعت جھنگ مہر غلام محمد رحمہ اللہ

(48)افغانستان کے شیخ مسعود جان نقشبندی رحمہ اللہ

(49)مولانا حسام الدین قاسمی رحمہ اللہ سرپرست وسابق صدر جمعیت علماء مغربی بنگال

(50)الشیخ مولانا پیر عبدالحفیظ مکی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد عامر ملک مکی رحمہ اللہ

(51) قاری قرآن، قاری عبدالرحمٰن رحمہ اللہ، برادر نسبتی حضرت قاری نذیر احمد رحمہ اللہ (مکی مسجد انارکلی، لاہور)

(52)ماہر روحانی عملیات مولانا قاری ممتاز احمد (لاہور)

(53) تبلیغی مرکز گجرات کے شعبہ حفظ کے سابق مدرس قاری محمد عمران عبداللہ رحمہ اللہ

(54)جامعہ اشرفیہ مانکوٹ کے استاد مولانا محمد اسماعیل انور رحمہ اللہ (مظفرگڑھ)

(55)مولانا مجیب الرحمٰن، تنظیم دعوۃ الحق (بنارس)

(56)چشتیاں کی مشہور شخصیت سید حبیب اللہ شاہ رحمہ اللہ کے بیٹے سید حسن نصر اللہ شاہ رحمہ اللہ

(57)مسلک اہل حدیث کے عالم دین مولانا پروفیسر عبد الرحمٰن لدھیانوی

(58) قاری سید خلاد حسین تھانویؒ، ناظم اعلی مدرسہ اعزازیہ اوکاڑہ، خانقاہ تھانہ بھون کے سابق مدرس

(59)عبدالقادر شاہ عالم، امیر تبلیغی جماعت تامل ناڈو

(60) سید منور حسن، سابق ممبر قومی اسمبلی، سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان

(61)مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم (آنند)

(62)مولانا محمد سلیم صاحب پانا گر، (بڑودہ)

(63)مولانا محمد زید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پالن پور)

(64)مولانا عبدالحق صاحب استاذ دارالعلوم (چھاپی)

(65)حافظ رمضان صاحبؒ استاذ دارالعلوم بھاپ راجستھان

(66)مولانا یوسف تتلا صاحب ساؤتھ (افریقہ) مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(67)مولانا محمد اعلم صاحب ناظم جامع الھدیٰ، مرادآباد

(68)مولانا وصی احمد قاسمی، ناظم مدرسہ چشمہ فیض (ململ)

(69)مولانا داؤد مھتر صاحب شاگرد خاص مولانا ایوب صاحب اعظمی وقدیم فاضل جامعہ ڈابھیل

(70)مولانا نصیرالدین صاحب ناظم مجلس وحدت اسلامی (شہر حیدرآباد)

(71)مولانا سہیل صاحب آچھودی رحمۃ اللہ علیہ

(72)حضرت مولانا حبیب اللہ سمون رحمۃ اللہ علیہ

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(73)مفتی حنیف صاحب حریفؒ مدرس جامعہ حقانیہ (کٹھور، گجرات)
(74)مولانا انعام الحقؒ ابن حضرت شیخ الحدیث مولانا اکرام الحق صاحب بھاگل پوری مہتمم جامعہ رشید العلوم چمپانگر (بھاگل پور)
(75)مولانا منظور احمد صاحبؒ استاذ حدیث جامعہ خیرالمدارس (ملتان)
(76)مولانا مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ، امام راحت دیدی مسجد (اسلام آباد)
(77)مولانا ابراہیم صاحب کالیڑوی رحمۃ اللہ علیہ، شاگرد رشید حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ۔
(78)مولانا امان اللہ صاحب بروڈکوکنی قاسمی خلیفہ مولانا پیرذوالفقار صاحب نقش بندی۔
(79)مولانا عبدالمنعم صاحب نذیری (کوکن)
(80)مولانا خیرالاسلام امیر شریعت وصدر جمعیت گوہاٹی
(81)مولانا مشتاق اوگھرادار (دیولوی)
(82)مولانا ابراھیم صاحب مہتمم مدرسہ اصلاح البنات دارالاطفال اتھنی (کرناٹک)
(83)مولانا عثمان صاحب پگھوٹھنی صدر شعبہ حفظ دارالعلوم کنتھاریہ
(84)مولانا سید ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارارقم (ڈھوکی) لاتور
(85)مولانا عمران کڈی والا رحمۃ اللہ علیہ (کھلوڑ)
(86)مولانا عمر بسم اللہ رحمۃ اللہ علیہ استاذ دارالعلوم آزادویل (ساؤتھ افریقہ)
(87)مولانا احمد جسات رحمۃ اللہ علیہ (زمبابوے)
(88)مولانا عامر ملک صاحب خلیفہ مولانا عبدالحفیظ مکیؒ
(89)الشیخ محمود سکر (قاہرہ) مصر
(90)مولانا عبدالقادر سیٹھ کاوی ڈبھوئی رحمۃ اللہ علیہ
(91)مولانا عبدالواحد صاحب بھاگل پوری رحمۃ اللہ علیہ استاذ حدیث مدرسہ اصلاح المسلمین (چمپانگر، بھاگل پور)
(92)مفتی سید احمد اللہ بختیاری رحمۃ اللہ علیہ، استاذ حدیث دارالعلوم (حیدرآباد)
(93)مولوی اسماعیل ناپا رحمۃ اللہ علیہ سابق استاذ جامعۃ القراءات۔ کفلیۃ (گجرات)
(94)حضرت مولانا مجیب الرحمان صاحب مفتاحی رحمۃ اللہ علیہ سابق امام وخطیب جامع مسجد سردار پور چمپانگر بھاگلپور
(95)حضرت مولانا ظفی اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد (شاملی)
(96)حضرت مولانا لطف اللہ صاحب مظہر رشادی بنگلور امام مسجد قادریہ۔
(97)حضرت مولانا احمد خان صاحب دلبر رشادی، رحمۃ اللہ علیہ، خطیب مسجد شاہی (میسور) کرناٹک
(97)حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب استاذ دارالعلوم فرقانیہ بنگلور (کرناٹک.)
(98)حضرت مولانا سید متین الحق اسامہ قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، صدر جمعیت علماء اتر پردیش
(99)مولانا ولی اللہ قاسمی، صدر جمعیت علماء نظام آباد
(100) مولانا رفیق قاسمیؒ، جماعت اسلامی ہند
(101)تاریخ ہند کے مولف مولانا محمد ڈینڈ رولویؒ
(102)مولانا علی حسین سلفیؒ، جامعہ سلفیہ بنارس
(103)عظیم مخیرّ جناب مظفر کولا صاحبؒ (بھٹکل)
(104)صاحب خیرالحاج ناصر دادا صاحب (سورت)
(105)مولانا صفوان صاحب بھٹکودروی
(106)مولانا یعقوب صاحب، جامعہ علوم القرآن جمبوسر

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللہی

قریۃ الصالحین کے ہرگھر میں حافظ وعالم بنانے کی مہم

قریۃ الصالحین پھلت کی تاریخ رہی ہے کہ یہاں سے دین کی مختلف الجہات خدمات انجام پائی ہیں، قرآن کریم کے خادم اس سرزمین سے اٹھے ہیں اور ساری دنیا کو انہوں نے اپنے کارناموں سے متأثر کیا ہے، اس لئے اگر اس سرزمین پر قرآن کی خدمت کا کوئی پروگرام ترتیب دیا جائے گا تو اس کے نتائج ساری علمی دنیا پر ظاہر ہوں گے، ان خیالات کا اظہار داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہ العالی نے ایک خصوصی نشست میں کیا جس میں چنندہ افراد سے وہ مخاطب تھے۔اپنے آن لائن پیغام میں انہوں نے مزید کہا کہ قرآن کی یہ بستی دوبارہ تاریخ میں اپنا نام روشن کرسکتی ہے اگر اس کا عزم کیا جائے۔عملی اقدام کے طور پر ہر گھر سے ایک حافظ قرآن بنانے کی ترتیب قائم کی جائے اور تشکیل کی جائے کہ ہرگھر میں کم ازکم ایک حافظ ضرور بنانا ہے اسی کے ساتھ ہر خاندان میں ایک عالم کی تشکیل کی جائے اگر کسی گھرانہ میں حافظ، عالم کی شکل نہ بنے تو ان سے عزم کرائیں کہ وہ نیت کریں اپنے کسی عزیز، پڑوسی، قریبی یا دور کے ضرورت مند رشتہ دار بچہ کی نیت کرے اگر ہم نے اس پر عمل کرلیا تو بہت جلد ہم ایک منزل طے کرلیں گے اور آگے راہیں خدمت قرآن کے لئے آسان ہوجائیں گی۔مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی نے کہا الحمد للہ پھلت میں مقیم علماء وحفاظ کی تعداد سوا سو سے متجاوز ہے اس وقت ہماری ترجیحات میں ہونا چاہئے کہ ہر گھر میں حافظ قرآن اور عالم ہوں اس لئے کہ لوک ڈاؤن کے زمانہ نے ہماری فکروں میں اضافہ کردیا ہے جن گھروں میں حافظ قرآن اور عالم نہیں ہیں انہیں تراویح، فرض نمازوں حتی کہ عیدالفطر کی نماز کی ادائیگی میں بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑا یہ ایسی ضرورت ہے جس سے کسی حال میں مفر نہیں۔نشست کے اخیر میں مولانا عمر ناصحی، قاری رفیع الدین قاسمی، حافظ محفوظ، ذبیح الرحمٰن ندوی، مفتی مجیب الرحمٰن ندوی، عبدالرب حماد ندوی، عمران ندوی، قاری معین الدین ندوی، حافظ محمد سرور، حافظ تنویر احمد نے اپنے ناموں کا اظہار کرتے ہوئے عزم کیا کہ بہت جلد بستی میں تشکیلی کام شروع کرکے لوگوں کو آمادہ کریں گے۔قاری رفیع الدین قاسمی کی تلاوت اور عبدالرب حماد ندوی کی نعت پاک سے نشست کا آغاز ہوا۔

پھلت کی بستی میں تعلیم بالغان کی پیش رفت

پھلت میں ایک مدت سے تعلیم بالغان کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں، اب ایک بار پھر اس کے لئے تشکیل کی جارہی ہے، اس سلسلہ میں مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی نے کہا کہ اگر علم کی روشنی ہمارے پاس ہے تو جہالت کے اندھیرے مٹ جائیں گے اور ہم علم حاصل کرکے عمل کریں گے تو علم کا نور محسوس ہوگا اور عبادات میں بھی مزہ آئے گا، حلال وحرام کی تمیز علم حاصل کرنے کے بعد ہی ہوتی ہے اس لئے تعلیم بالغان کی تحریک کو مضبوط اور مستحکم انداز میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔مولانا عمر ناصحی ندوی نے کہا کہ اللہ کی طرف سے ہمارے لئے یہ قیمتی موقع ہے کہ حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں ہمارے یہاں بالغ افراد کے لئے تعلیم کا نظم کیا جارہا ہے، اس سلسلہ میں مسجد شاہ صاحب کے حلقہ سے ۴۰؍افراد نے اپنے ناموں کا اظہار کیا، جبکہ حلقہ مدینہ مسجد میں اور جامع مسجد میں تشکیل کا عمل مفتی مجیب ندوی اور مولانا عمران ندوی کی دیکھ ریکھ میں جاری ہے، اس کے علاوہ پوری بستی کے حفاظ وعلماء اس میں دل چسپی دکھا رہے ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س:تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھی جائے گی؟ اور تکبیر تشریق کے الفاظ کیا ہیں؟

ج:ماہ ذی الحجہ کی ۹؍تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳؍ذی الحجہ کی نمازعصر تک ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائے گی جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

یہ تکبیر مرد آواز بلند کرکے پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ مسبوق شخص یعنی جس کی رکعت امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے چھوٹ گئی اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا، اگر نماز کے بعد کسی منافی نماز عمل میں مشغول ہوجائے، مثلاً گفتگو کرلے یا کھاپی لے، تو تکبیر کا حکم ساقط ہوجائے گا، بعد میں توبہ واستغفار کرے۔

واما وقته فاوله عقيب صلاة الفجر من يوم عرفة وآخره فى قول ابى يوسف ومحمدؒ عقيب صلاة العصر من اخرايام التشريق. (هندية ١/ ١٥٢)

والمرأة تخافت بالتكبير لان صوتها عورة. (هندية ١/ ٢٥١، درمختار زكريا ٣/ ٦٤)

وكذا يجب على المسبوق ويكبر بعدما قضى مافاته(هندية ١/ ١٥٢) والحاصل ان كل ما يقطع البناء يقطع التكبير (البحر العميق ٣/ ١٤٣٤، ومثله فى الهندية ١/ ١٥٢)

س:قربانی کے جانور کا سینگ بالکل ٹوٹ جائے یا قدرتی طور پر سینگ آیا ہی نہ ہو تو اس جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

ج:جس جانور کے سینگ قدرتی طور پر نہ ہوں، اُس کی قربانی بلا کراہت درست ہے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کے سلسلے میں شریعت کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر سینگ ٹوٹنے کا اثر دماغ تک پہنچ گیا یعنی سینگ جڑ سے ٹوٹ گیا، تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے، ورنہ درست ہے، یعنی سینگ ٹوٹنے کی وجہ سے اگر اُس کا اثر دماغ تک پہنچے گا تو اُس کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ (قوله ويضحى بالجماء) هى التى لا قرن لها خلقة وكذا العظماء التى ذهب بعض قرنها بالكسر أو غيره، فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز. قهستانى، وفى البدائع إن بلغ الكسر المشاش لا يجزى والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقين اه. (الدر المختار مع رد المحتار) (وَيُضَحِّى بِالْجَمَّاءِ)، وَهِيَ الَّتِى لَا قَرْنَ لَهَا؛ لِأَنَّ الْقَرْنَ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ مَقْصُودٌ، وَكَذَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ بَلْ أَوْلَى لِمَا قُلْنَا. (تبيين الحقائق: ٥/ ٦،ط: المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق)

س:اگر کسی کے پاس صرف ایک تولہ سونا ہو تو کیا اس پر قربانی واجب ہوگی؟ جبکہ سونا چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے۔

ج:اگر کسی کے پاس صرف ایک تولہ یا اس سے کم سونا ہو اور اس کے علاوہ کوئی اور حاجت اصلیہ سے زائد مال نہ ہو تو قربانی واجب نہ ہوگی، اگرچہ اس ایک تولہ سونے یا اس کے پاس موجود سونے کی قیمت فی زمانہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے زائد بنتی ہو، البتہ اگر سونے کے ساتھ اس کے پاس چاندی، یا تجارت کا سامان یا کوئی حاجت اصلیہ سے زائد مال ہو جیسے کچھ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

روپئے یا اضافی برتن یا کپڑے وغیرہ تو اس پر قربانی واجب ہوجائے گی، یہ بات غور کرنے کی ہے کہ سونے کے علاوہ کچھ نہ کچھ اضافی سامان گھروں میں ضرور رہتا ہے۔

(ماخوذ از بدائع الصنائع جلد 4 صفحہ 196 مکتبہ رشیدیہ)

س: لوک ڈاؤن کی وجہ سے موجودہ حالات میں بقرعید پر قربانی چھوڑ کر اس کی رقم کو صدقہ کیا جاسکتا ہے؟ کیا صدقہ قربانی کا بدل بن جائے گا؟

ج: قربانی ایک واجب عمل ہے جو قربانی کے دنوں میں ہر صاحب نصاب پر کرنا واجب ہے اس کی رقم صدقہ کرنے یا جانور بیچ کر دوسروں کو پیسے دینے سے قربانی نہیں مانی جائے گی، بلکہ آدمی قربانی کا تارک ہونے کی وجہ سے گنہگار رہوگا۔ البتہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ غریبوں اور بطور خاص کرونا متاثرین کی مدد بھی کریں کیوں کہ وہ بھی ضروری چیز ہے، اس سلسلے میں یہ گنجائش بھی موجود ہے کہ کم قیمت میں بڑے جانور کے اندر حصہ لے لے اور باقی پیسے متاثرین کی امداد میں لگادے، نیز کرونا وائرس کی وجہ سے جن شہروں میں مکمل لاک ڈاؤن ہے اور قربانی پر پابندی ہو تو وہ ان مقامات پر اپنی قربانی کرائیں جہاں قربانی کی سہولیات حاصل ہیں؛ چاہے بکری اور بکرے کی قربانی کرے یا بڑے جانور میں حصہ لے کر کرے۔ قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا قربانی کے دنوں میں قربانی کا بدل نہیں بن سکتا ہے۔

س: اگر صاحبِ نصاب مسافر، سفر سے گھر واپس پہنچ جائے تو کیا اب اس پر قربانی واجب ہوگی؟

ج: اگر صاحبِ نصاب مسافر ایامِ قربانی میں سفر سے گھر واپس پہنچ جائے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہوگا اور اگر ایامِ قربانی کے بعد گھر واپس پہنچا تو قربانی کا وقت گزر جانے کی وجہ سے اس پر قربانی کرنا واجب نہ ہوگا۔ (الھدایہ جلد 4 صفحہ 443،444)

س: اگر کسی شخص پر قربانی واجب ہو اور وہ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے اپنے ماں، باپ کی طرف سے قربانی کر دے تو کیا یہ قربانی درست ہوگی یا نہیں؟

ج: جس شخص کے اوپر خود قربانی واجب ہو اور وہ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے اپنے ماں، باپ کی طرف سے قربانی کردے تو ان کی طرف سے قربانی درست ہوجائے گی لیکن اس پر اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب تھی اور اس نے اپنی طرف سے قربانی نہیں کی تو واجب کو چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا اور اس کے سر سے اپنی قربانی کا بوجھ نہیں اترے گا، اس لئے اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی طرف سے قربانی کرے، اگر مزید موقع ہو تو اپنے والدین یا کسی کی بھی طرف سے نفلی قربانی کرسکتا ہے، اپنی طرف سے واجب قربانی نہیں کرے گا تو گناہگار ہوگا۔

س: اگر کوئی شخص مالکِ نصاب ہو مگر اس کے پاس نقد رقم نہ ہو تو کیا اس پر قربانی واجب ہوگی؟

ج: اگر کوئی شخص مالکِ نصاب ہو اور قربانی کرنے کیلئے نقد رقم موجود نہ ہو تب بھی اس پر قربانی واجب ہوگی لہٰذا اس کو چاہئے کہ سونا بیچ کر قربانی کرے یا کسی سے قرض لے کر قربانی کرے۔

س: کسی کے پاس ایسی زمین ہو جس پر وہ کاشتکاری کرتا ہو اور وہ زمین اس کی آمدنی کا ذریعہ ہو اور اس زمین کی قیمت نصاب کی حد تک پہنچ رہی ہو تو کیا اس پر قربانی واجب ہوگی؟

ج: اگر کسی کے پاس کاشتکاری کی زمین ہے جس میں وہ کاشتکاری کرتا ہے اور زمین ہی اس کی آمدنی کا ذریعہ ہے اور اس زمین کی قیمت نصاب کی حد تک پہنچ رہی ہے تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔

س: قربانی میں گوشت حاصل کرنے کی نیت سے شریک شخص کی قربانی کا کیا حکم ہے؟ کوئی حرج ہوتا ہے یا نہیں؟

ج: اگر قربانی کے جانور میں کسی نے صرف گوشت حاصل کرنے کی نیت کی، قربانی ادا کرنے یا ثواب کی نیت نہیں کی تو ایسی صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوگی، ایسا آدمی اگر مال دار ہے تو اس پر قربانی کے ایام میں ایک اور قربانی کرنا لازم ہوگا اور ایسا شخص اگر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مشترک کہ قربانی میں حصہ لے تو جان بوجھ کر ایسے آدمی کو بڑے جانور میں شریک کرنے کی صورت میں کسی بھی شریک کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔فتاوی شامی (6/326)" قد علم أن الشرط قصد القربة من الكل "۔ الفتاوی الہندیۃ (5/304)" وإن كان كل واحد منهم صبياً أو كان شريك السبع من يريد اللحم أو كان نصرانياً ونحو ذلك لا يجوز للآخرين أيضاً، كذا في السراجية .ولو كان أحد الشركاء ذمياً كتابياً أو غير كتابي وهو يريد اللحم أو يريد القربة في دينه لم يجزئهم عندنا؛ لأن الكافر لا يتحقق منه القربة، فكانت نيته ملحقةً بالعدم، فكأنه يريد اللحم، والمسلم لو أراد اللحم لا يجوز عندنا"

س:کسی کے پاس کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ وغیرہ ہوں جن پر وہ اپنا کاروبار کرتا ہو تو کیا یہ حاجتِ اصلیہ میں شمار ہوں گے؟

ج:اگر کسی کے پاس کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ وغیرہ ہوں اور وہ ان کے ذریعہ کاروبار کرتا ہے یا ان کو علوم حاصل کے لیے استعمال کرتا ہو یا روزمرہ کے استعمال میں لاتا ہو خواہ روزمرہ کا استعمال گھریلو ہی کیوں نہ ہو تو یہ حاجتِ اصلیہ میں شامل ہوں گے اور اگر ان کا غیر ضروری استعمال کرتا ہوں تو یہ حاجتِ اصلیہ میں شامل نہ ہوں گے،اس صورت ان کو دیگر زائد سامان اور مال کے ساتھ جمع کر کے ان کی مالیت کو دیکھا جائے گا، اگر ان سب کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت تک پہنچ جائے تو قربانی واجب ہوگی ورنہ قربانی واجب نہ ہوگی۔

س:قربانی کے کچھ فضائل بتادیجئے،کیا ہیں؟

ج:قربانی کے بے شمار فضائل ہیں،جن میں بعض یہ ہیں:

1- جانور کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ملے گی.

(جامع ترمذی جلد3 صفحہ162 رقم الحدیث:1498)

2-قربانی نیکیوں کے پلڑے میں بروزِ قیامت رکھی جائے گی،جس سے قربانی کرنے والے کی نیکیوں کا پلڑا ابھاری ہوجائے گا۔ (اشعۃ اللمعات جلد1 صفحہ654 مطبوعہ کوئٹہ)

3-قربانی پل صراط کی سواری بنے گی۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد3 صفحہ574 دارالفکر بیروت)

4-قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی سارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔(السنن الکبریٰ جلد9 صفحہ476 رقم الحدیث:19161 دارالکتب العلمیہ بیروت)

5-خوش دلی سے کی گئی قربانی جہنم کی آگ سے رکاوٹ بنے گی۔ (المعجم الکبیر جلد3 صفحہ84 رقم الحدیث:2736)

.6 قربانی کے دن کسی آدمی کا اس سے بڑا نیکی کا کام نہیں ہوسکتا کہ وہ قربانی کرے،اور قیامت کے دن جانور اپنی سینگ اور کھر کے ساتھ آئے گا،نیز قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی دربار خداوندی میں مقبول ہوجاتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار قرار دیا اور فرمایا کہ ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ہے۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا، وَأَشْعَارِهَا، وَأَظْلَافِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا " (سنن الترمذی حدیث نمبر۱۴۹۳)

(۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: " سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ."قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ ."قَالُوا: فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ ." (سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر۳۱۲۷/مسند احمد حدیث نمبر۱۹۲۸۳ / سنن الترمذی حدیث نمبر۱۴۹۳)

واللہ اعلم بالصواب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتاب نما

نام کتاب : فکر یونس

مصنف : ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ یونیورسٹی

صفحات : 165 **قیمت :** =/100 روپے

ملنے کا پتہ : مرکز الفکر الاسلامی، ضلع سہارن پور

تبصرہ از قلم : حضرت مولانا ممشاد علی صاحب قاسمی

بانی جامعہ فلاح دارین الاسلامیہ، بلاسپور ضلع مظفر نگر

"فکر یونس" محبت وعقیدت، حدیث پاک کے احترام اور احسان شناسی کے ایمانی جذبات سے گندھا ہوا ایک خوبصورت گلدستہ ہے جو حضرت مولانا محمد یونس صاحب نور اللہ مرقدہ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کے خاندانی حالات، علمی نوادرات و تفردات اور وسیع وعمیق مطالعہ کی روشنی میں نصف صدی تک منفرد انداز میں حدیث پاک کی عظیم الشان خدمات کی ایک مختصر لیکن وقیع وجمیل دستاویز ہے۔ سہل ومتوازن اسلوب، شائستہ انداز، مدلل طرز تحریر، علمی زبان اور ادبی ذوق کے ساتھ سلیقہ سے سجائے ہوئے انمول موتیوں کا یہ ایک قیمتی تحفہ ہے جو برادر ذی احترام جناب مولانا ڈاکٹر محمد اکرم ندوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے (آکسفورڈ، برطانیہ) میں بیٹھ کر ترتیب دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ پاکیزہ محبت سمندر پار جاکر اور بھی نکھر جاتی ہے۔

محترم جناب مولانا محمد اکرم ندوی صاحب کا ابھی تک مجھے غائبانہ ہی تعارف ہے، اس کتاب "فکر یونس" کے ذریعہ کچھ تفصیلی تعارف ہوا اور دل میں ان کی قدر ومنزلت بہت بڑھ گئی۔

عام طور پر ایک ہی زبان پر مکمل دسترس اور پوری قدرت مشکل سے ہو پاتی ہے جب کہ مولانا عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں قابل رشک مہارت رکھتے ہیں۔ مختلف علوم و فنون میں اللہ تعالیٰ نے ان کو امتیاز سے نوازا ہے۔ ان کی متعدد تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خشک عالم نہیں بلکہ ایک پر بہار شخصیت کے مالک ہیں اور حسن مزاح کا نفیس ذوق رکھتے ہیں۔ مولانا نے شیخ کی اعلیٰ شخصیت کو جبہ ودستار کے احترام اور کشف و کرامات کی کہانیوں میں قید کرکے صرف دعا دینے والے ایک برکتی بزرگ کی حیثیت میں محصور نہیں کیا کیونکہ یہ سب تو ان کی اضافی صفات تھیں، ان کا اصل جوہر تو حدیث پاک سے عشق، اس کی تحصیل اور تحقیق و تدریس میں شب و روز کا سوز و گداز اور اپنی شخصیت کو مکمل طور پر اسی میں تحلیل کردینے کا وہ قابل احترام جذبہ تھا جس نے اب ایک افسانوی حیثیت اختیار کرلی ہے اور مولانا نے بڑے مدلل اور خوبصورت انداز میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔

مولانا محمد اکرم ندوی صاحب نے حضرت شیخ یونس صاحبؒ کی شخصیت اور صفات کا ذکر کرتے ہوئے کتنی سچی بات کہی ہے کہ "ایک ایسا شخص جس کی عظمت کا گواہ صرف مظاہر علوم کا دار الحدیث ہی نہیں بلکہ اس کی جلالت شان کے شاہد ہندستان کے بڑے چھوٹے مدارس، برصغیر کے علماء و مشائخ، انگلینڈ اور جنوبی افریقہ کے دانش کدے اور حرمین شریفین کی مجالس حدیث وروایت بھی ہیں، اس کو نا کسی اعزاز کی خواہش تھی نہ کسی لقب کی ہوس اور نا کوئی انعام حاصل کرنے کی تڑپ، آپ القاب سے بے رغبت تھے، مناصب سے بے نیاز اور ہر مادی کشش سے بے پروا"۔

حدیث پاک سے متعلق علمی مباحث اور ایک بڑی شخصیت کے علمی نوادرات پر لکھے جانے کے باوجود انداز تحریر ہلکا پھلکا، بہت سلیس اور ہر کسی کیلئے قابل استفادہ ہے اور یہی ایک عالم اور ادیب کا کمال ہوتا ہے۔ محققانہ طرز استدلال پر مبنی یہ خوبصورت اور انتہائی مفید کتاب جو "مرکز احیاء الفکر الاِسلامی، مظفرآباد، سہارنپور سے شائع ہوئی ہے، خاص طور پر حدیث کے اساتذہ اور طلباء کو ضرور پڑھنی چاہیے۔

تعارف : مولانا ممشاد علی قاسمی

پی۔ڈی۔ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

گاہے گاہے باز خواں......

کتابی مسیحیت کی اشاعت کے لئے ایک بہت بڑی انجمن برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے نام سے، سو، سوا سو برس سے قائم ہے۔ حال میں اُس نے اپنا ایک سو بائیسواں سالانہ جلسہ کیا تھا، اس کی روداد جو اس نے شائع کرائی ہے، اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل اور اس کے مختلف حصوں کے جتنے نسخے پچھلے سال اس نے شائع کئے، اُن کی مجموعی تعداد 10452733 تقریباً ایک کروڑ پانچ لاکھ تک پہنچی! گویا پچیس سال قبل جتنی تعداد تھی، اب اُس کے دوگنے سے زائد ہوگئی ہے، اور ایک سال قبل جو تعداد تھی، اُس کے مقابلہ میں اب کی 412158 نسخے زائد نکلے! خاص ہندوستان میں نسخوں کی نکاسی، تقریباً ساٹھ ہزار کی تعداد میں زائد ہوئی! جزیرۂ سیلون میں 90850 کتابیں شائع ہوئیں! مختلف زبانوں میں انجیل کے جو ترجمے موجود ہیں، اُن پر بھی نظر ثانی ہوئی، اور ہو رہی ہے۔

آپ اپنے تئیں خدائے واحد کا پرستار رکھتے ہیں، آپ توحید کے سب سے بڑے خزانے (قرآن) کے امانت دار ہیں، کیا آپ کے ذمہ کوئی فرض اپنے اس دینی و دنیوی خزانہ کی بابت عائد نہیں ہوتا؟ آپ اس فرض کو پوری طرح نہ سہی، کسی حد تک بھی ادا کر رہے ہیں؟ غیر ملکوں کو جانے دیجئے، اسی ہندوستان کی سرزمین پر ایک سال کے اندر ساٹھ ہزار ایسے ہاتھوں میں انجیل پہنچ گئی، جن میں اب تک نہیں پہنچی تھی، آپ نے اپنے قرآن کو کتنے نئے ہاتھوں تک پہنچایا؟ کتنوں کو اس چشمہ سے سیراب ہونے کا موقع دیا؟ کتنوں کو اندھیرے سے نکال کر، اس روشنی میں لانے کی کوشش کی؟ کتنی نئی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا؟ انجیل کے ترجمے سیکڑوں زبانوں میں ہیں، سب کا خیال چھوڑیئے، ہندوستان کی جو چند نہایت اہم اور خاص زبانیں ہیں؟ اُن میں سے کتنوں کے ذریعہ سے آپ نے اللہ کے اس آخری اور سچے کلام کو پھیلایا؟ جس کے گھر میں چراغ ہوتا ہے، وہ اُسے اونچے طاق پر رکھتا ہے، کہ اُس کا اُجالا اندھیرے کو روشن کردے، پر آپ کو یہ کیا ہے، کہ اس چراغ کو ڈھانپ ڈھانپ کر، اور چھپا چھپا کر رکھ رہے ہیں؟

دوسروں تک پہنچانے کا خیال چھوڑیئے، بے گانوں کو روشنی دکھانے سے درگذر رہیئے، یہ ارشاد ہو، کہ اپنوں نے اس انمول تحفہ کی کہاں تک قدر کی؟ خود آپ نے اس روشنی میں اپنی ذاتی و خانگی زندگی کے کتنے قدم اُٹھائے؟ آپ نے اپنے افسر کی رضامندی، اپنے حاکم کی خوشنودی، اپنے دفتر کی حاضری کو اہم و مقدم سمجھا، یا بلاناغہ قرآن پاک کی تلاوت، اور اس کے معنی و مطلب پر غور وفکر کو؟ اپنی اولاد کو آپ نے انگریزی مدرسوں میں تعلیم دلانی زیادہ ضروری سمجھی، یا اس کو کہ ان کے لوح دماغ پر قرآن ہی کے نقش ثبت ہوں؟ آپ کو اپنے ہر معاملہ میں، دنیا کے ہر مسئلہ میں، ہر حاکم، ہر افسر، ہر وکیل، ہر ڈاکٹر ہر انجینئر، ہر فلسفی، غرض اپنی ہی جنس کے ہر ''بڑے'' کی بات پر زیادہ اعتبار رہا ہے، یا اس سب سے بڑے، سب سے اونچے، اور سب سے سچے، کے کلام پر، جس کی کسی عبارت، کسی لفظ، کسی شوشہ، کسی نقطہ میں غلطی کا امکان نہیں؟ آپ کہتے ہیں، کہ آپ دنیا میں ہر طرح تباہ و برباد ہو رہے ہیں، یہ آپ تباہ ''ہو رہے ہیں'' یا خود اپنے تئیں تباہ و برباد کر رہے ہیں؟ آپ کے گھر میں ایک جگمگاتا ہوا لیمپ موجود ہے، لیکن آپ اسے تہ بہ تہ پردوں میں چھپا کر کسی مضبوط بکس کے اندر قفل لگا کر رکھ دیں، اور پھر اندھیری رات، اجنبی دیس، ناہموار راستہ میں اگر ٹھوکریں کھاتے پھریں، تو اس میں قصور کس کا ہے!

●●●●

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

پی۔ڈی۔ایف۔ # محمد یوسف عثمان

Vision International Academy (VIA)

Phulat, Post- Khatauli, Distt- Muzaffarnagar, UP

ADMISSIONS OPEN

MANAPPAT FOUNDATION
Empower. Together.

Academic Block

Hostel Block

کلیدی خصوصیات

۱ — ماہر و تربیت یافتہ اساتذہ

۲

۳ — طلبا: اساتذہ تناسب 15:1

۴ — آڈیو، ویڈیو تعلیم

۵ — اسٹیم لیب

۶

حفاظ قرآن کی بہترین تعلیم و تربیت کے لئے وی آئی اے ایک انقلابی تحریک ہے۔
حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب

وی آئی اے کی کوشش ہے کہ حفاظ قرآن مختلف شعبوں جیسے انجینئرنگ، میڈیکل، قانون وغیرہ میں مثالی کام کریں اور ملک و ملت کا نام روشن کریں۔
جناب امیر احمد صاحب چیئرمین منپت فاؤنڈیشن

وی آئی اے میں معیاری تعلیم کے بہترین نظم کے ساتھ اچھے اخلاق اور احسن کردار بنانے پر پوری توجہ دی جاتی ہے۔
جناب عامر عابدی صاحب ڈائرکٹر وی آئی اے

طریقہ تعلیم

- حقیقی زندگی سے ہم آہنگی
- تصورات میں مہارت
- عمیق علم بمقابلہ صرف معلومات
- تجرباتی تعلیم
- باہمی تعاون سے منصوبہ (پروجیکٹ) پر مبنی تعلیم

ہمارے اہم اقدار

- امتیاز
- ایمانداری
- سماجی خدمت
- مثبت رویہ
- اخلاص

کورونا کی وجہ سے اپنا وقت ضائع نہ کریں آج ہی رجسٹریشن کروائیں اور اپنی تعلیم کو جاری رکھیں۔

اکیڈمک فیس

فیس سے متعلق تفصیلات کے لیے رابطہ کریں

فیس میں رعایت: ممتاز اور ضرورتمند طلباء کے لئے

عمر	مطلوبہ درجہ	شرائط داخلہ
۱۲ - ۱۴ سال	ابتدائی جماعت	پانچویں جماعت کا نصاب
۱۴ - ۱۵ سال	نویں جماعت	آٹھویں جماعت کا نصاب

نویں اور گیارہویں جماعت میں داخلہ کے لئے سابقہ اسکول سے گذشتہ سالوں کی مارک شیٹ اور ٹیسی ساتھ لانا لازمی ہے

داخلہ کی تفصیلات
سالانہ داخلہ : ۸۰
تعلیمی میعاد:
پانچ سال (ابتدائی سال مع نویں تا بارہویں)

تعلیمی آغاز:
آن لائن تعلیم کا آغاز ہو چکا ہے

انتخابی طریقہ کار:
تعلیمی ٹیسٹ۔ | حفظ ٹیسٹ۔
ذہنی پیمائش کا ٹیسٹ | انٹرویو۔

Technical Partner
TARRAQI FOUNDATION

via2040.info@gmail.com | +91-9557570494 | +91-7037383115 | +91-8865010114
Address: Village- Phulat, Post- Khatauli, Distt- Muzaffarnagar, UP, Pin code-251201 www.facebook.com/Vision-International-Academy-Phullat